عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

مارچ 2004ء
محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

ڈاکٹر عبدالقدیر خاں اور قادیانی سازش

سیرت سیدنا فاروق اعظمؓ

فتنہ قادیانیت کا استیصال اور ....
شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ

دین پر عمل کرنے کا آسان طریقہ

حضرت مدنیؒ، اور حضرت تھانویؒ

www.khatm-e-nubuwwat.com www.lolaak.clickhere2.net

شمارہ نمبر 1 ✪✪✪✪✪✪✪ جلد نمبر 39/8

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ نمبر 1 ☆ جلد 8 / 39

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر صاحبزادہ طارق محمود

ایڈیٹر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان

سرکولیشن منیجر رانا محمد طفیل جاوید

منیجر قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا احمد بخش
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا عزیز الرحمن ثانی
مولانا فقیر اللہ اختر	چوہدری محمد اقبال

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ○ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ○ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ ○ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ ○ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ○ شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ ○ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ

حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ ○ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ ○ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ○ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

رابطہ: دفتر مرکزیہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ، ملتان، پاکستان
فون ۵۱۴۱۲۲ - فیکس ۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور قادیانی سازش	صاحبزادہ طارق محمود	3
ختم نبوت کا حلف نامہ...... مستحسن اقدام	صاحبزادہ طارق محمود	6

مقالات ومضامین

حضرت سید نفیس الحسینی پر پولیس چھاپہ	مولانا اللہ وسایا	7
اونچی کھرولیاں کے نام کی تبدیلی	مولانا اللہ وسایا	9
خلیفہ دوم حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ	پروفیسر محمد ایوب قادری	11
حضرت تھانویؒ اور حضرت مدنیؒ...... باہمی ربط وتعلق	مولانا اللہ وسایا	16
دین پر عمل کرنے کا آسان طریقہ	حضرت مولانا عبدالحیؒ	20
عزت سادات بھی گئی	صاحبزادہ طارق محمود	24
محرم الحرام کی یادیں	محمد طفیل قاسمی	26

ردقادیانیت

فتنہ قادیانیت کا استیصال اور حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ	مولانا قاضی احسان احمد	29
پشاور میں ۱۱۷ قادیانیوں کا قبول اسلام	ادارہ	34
قادیانیوں کا ایک اور تیر	مولانا عبدالقدوس	37

قافلہ آخرت

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین بھی آخرت کو سدھار گئے	مولانا اللہ وسایا	39
حضرت مولانا قاضی عبداللطیفؒ کا سانحہ ارتحال	مولانا اللہ وسایا	42

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	45
کتب خانہ کی سیر	مولانا اللہ وسایا	52
تبصرہ کتب	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور قادیانی سازش!!!

4 فروری کی خنک شب قوم نے بھیانک خواب کی طرح ایک ناقابل یقین منظر دیکھا جسے مدتوں فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔ پاکستان کے محسن اور ایٹمی پروگرام کے قائد ڈاکٹر قدیر خان کو ٹیلی ویژن پر ایک قومی مجرم کی طرح پیش کیا گیا اور انہیں تحریری معافی مانگنے پر مجبور کیا گیا۔ قبل ازیں انہیں سائنسی عہدے سے سبکدوش کر کے خان ریسرچ لیبارٹریز میں ان کے داخلے پر پابندی لگادی گئی تھی اور گھر میں نظر بند بھی کیا گیا۔ خان عبدالقدیر خان جب قوم سے مخاطب تھے تو یوں محسوس ہورہا تھا کہ جیسے وہ کہہ رہے ہوں:

''پاکستان کو ایٹمی قوت' ناقابل تسخیر اور عالم اسلام کا تارا بنانے جیسے جرم میں قوم مجھے معاف کردے۔''

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا حقیقی جرم کیا ہے؟۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ ڈاکٹر قدیر کو صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے معاف کردیا۔ انہیں قوم بھی معاف کردے گی۔ لیکن جن اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں کی آنکھوں میں خون اترا ہوا ہے وہ انہیں کیسے معاف کرسکتی ہیں؟۔ 11 ستمبر کو کروسیڈ کے ستمگر کس طرح درگزر کردیں گے؟۔ ہمیں چٹکی پہ پیسنے کا دعویدار ہمسایہ دشمن کیونکر اس سنہری موقع کو ہاتھ سے جانے دے گا؟۔ اگلے روز پریس کانفرنس میں صدر مملکت نے اس سوال پر کہ معافی نامہ کی صورت میں اقبال جرم کا دستاویزی ثبوت ہم نے عالمی برادری کو پہنچا کر غلطی نہیں کی؟۔ صدر صاحب پر اعتماد دعویٰ کیا تھا کہ یہ معاملہ ان پر چھوڑ دیا جائے۔ ویسے تو قوم نے سارے معاملات انہیں پر چھوڑ رکھے ہیں۔ اب جو خبریں آرہی ہیں ان سے خطرہ کی بو سونگی جاسکتی ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا حقیقی جرم ناقابل معافی ہے اور انہیں نہ جانے کون کون سی سزا بھگتنی پڑے گی؟:

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

ڈاکٹر عبدالقدیر خان پر الزام ہے کہ انہوں نے توانائی ایران' لیبیا' شمالی کوریا کو دی ہے۔ لطف کی بات یہ کہ تینوں ممالک نے اس کی تردید کی ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی قومی' ملی' خدمات اور شخصی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں مجرم ثابت کرنے والے قومی ہیرو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ گویا فرد جرم کے ساتھ ساتھ اعتراف عظمت کا ثبوت بھی دیا جارہا ہے۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے ساتھ روا رکھا جانے والا ستم اور انہیں پہنچائے جانے والے زخم غیر متوقع نہ تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے خلاف قادیانی ایک طویل مدت سے سرگرم عمل تھے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے پاکستان کو

ایٹمی قوت بنانے کے عمل میں جو تاریخ ساز کردار ادا کیا اور ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں ان کی مسلمہ حیثیت کے باعث قادیانیوں کی ہر سازش ناکام ہوئی اور انہیں منہ کی کھانا پڑی۔ ڈاکٹر صاحب نے قوم اور ملک کے وسیع تر مفاد کی خاطر فقید المثال قربانی دے کر اپنی عظمت کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بانی بلاشبہ ذوالفقار علی بھٹو تھے۔ انہی کی معرفت ڈاکٹر عبدالقدیر خان پاکستان تشریف لائے۔ نامساعد حالات اور ناپید وسائل کے باوجود پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے کا معرکۃ الآراء کارنامہ سرانجام دیا۔ نظریاتی سوچ' سیاسی اختلاف سے قطع نظر اس میں شک نہیں کہ ذوالفقار علی بھٹو کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ بھٹو مرحوم مردم شناس رہنما بھی تھے۔ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام' یہودی نوبل انعام یافتہ کو انہوں نے چلتا کیا۔ کیونکہ انہوں نے محسوس کرلیا تھا کہ اس شخص کے ہوتے ہوئے پاکستان نہ تو اٹیمی قوت بن سکتا ہے اور نہ اس پروگرام کی رازداری برقرار رہ سکتی ہے۔ حالات اور واقعات کا تجزیہ کریں تو محسوس ہوتا ہے کہ بھٹو صاحب کو دو مرکزی محرکات کے باعث پھانسی کی سزا دی گئی۔ اولاً! ایٹمی پروگرام۔ ثانیاً! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا تاریخی فیصلہ۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور پاکستان کا جوہری پروگرام دونوں ہی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی باقیات ہیں۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی سبکدوشی' کردارکشی اور اعتراف جرم کا ڈرامہ اسی قادیانی سازش کا نتیجہ ہے۔

آج جن سائنس دانوں کو پذیرائی بخشی جارہی ہے وہ بلاشبہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی مخالف لابی سے تعلق رکھتے تھے۔ نواز شریف دور میں پاکستان اٹیمی طاقت بنا۔ چاغی میں جب کامیاب ایٹمی دھماکے ہوئے۔ اگلے روز راتوں رات اسلام آباد کے اہم چوکوں میں بینرز لگائے گئے جن پر تحریر تھا ایٹمی دھماکوں کا اصل ہیرو ڈاکٹر ثمر مبارک ہے۔ یہ بینرز کس تنظیم نے لگائے تھے؟ یہ آج تک پتہ نہیں چل سکا۔ اسی موقع پر اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین منیر احمد خان نے ایک انٹرویو میں یہ شوشہ چھوڑا کہ ایٹمی دھماکوں کی کامیابی اٹامک انرجی کمیشن کی مرہون منت ہے۔ اس میں کہوٹہ لیبارٹریز کا کوئی کردار نہ تھا۔ ڈاکٹر ثمر مبارک نے انہی دنوں بعض انٹرویوز میں یہی تاثر دے کر خود کریڈٹ حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی کہ ایٹمی دھماکوں کے موقع پر سائنس دانوں کے باہمی اختلافات کے ساتھ ساتھ دو بڑے اداروں کی اندرونی چپقلش بھی کھل کر سامنے آگئی۔ یہ بات آن دی ریکارڈ ہے کہ اٹامک انرجی کمیشن جیسا حساس ادارہ قادیانیوں کے نرغے میں رہا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان لیبارٹریز کے قیام کے ساتھ ہی قادیانیوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا آغاز ہوگیا تھا۔ ایٹمی دھماکوں کے بعد تو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف کھلے بندوں محاذ آرائی شروع ہوئی۔ اور ان کے کارہائے نمایاں پر پانی پھیرنے کی تحریک کو منظم طور پر چلایا گیا۔ اٹامک انرجی کمیشن میں گھسے قادیانی اور قادیانیت نواز سائنس دانوں نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو مدتوں پہلے ہیرو کی بجائے زیرو ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام میں حقیقی ترقی تو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے آنے کے بعد ہوئی۔ ڈاکٹر ثمر مبارک جب ایٹمی توانائی کمیشن میں وارد ہوئے ایٹم

بم تیار ہو چکا تھا۔ بقول زاہد علی اکبر! یہ لوگ تو بہت بعد کی پیداوار تھے۔ کہوٹہ لیبارٹریز کے قیام اور کارکردگی نے ہی تو ایٹمی پروگرام کو معراج بخشی۔ ورنہ اٹامک انرجی کمیشن نے تو زبانی جمع خرچ کے علاوہ کوئی خاص کارکردگی نہ دکھائی تھی۔ ایٹمی توانائی کمیشن نے میزائل کے دو تجربات کئے جو ناکام رہے۔ جب کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا غوری میزائل کا تجربہ کامیاب رہا۔ کہوٹہ لیبارٹریز کے قیام کے باعث پاکستان ایٹمی طاقت اور ناقابل تسخیر بنا۔ پاکستان کی سالمیت اور اس کا دفاع قدیر خان کی قائم کردہ لیبارٹریز کا مرہون منت ہے۔

امریکہ میں پاکستان کے سابق سفیر ریاض کھوکھر کے سامنے سابق وزیراعظم بھٹو صاحب نے کہا تھا کہ منیر احمد خان جب تک موجود رہے پاکستان ایٹمی طاقت نہیں بن سکتا۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے تو انہیں سی آئی اے کا آدمی قرار دیا تھا۔ منیر احمد خان سابق چیئرمین اٹامک انرجی کمیشن نے 1966-77ء میں ایٹمی دھماکہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو بلاشبہ زیرک رہنما تھے۔ 1974ء میں جب بھارت نے ایٹمی دھماکوں کے تجربے کئے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان ہالینڈ کے المالو سینٹری فیوج یورینیم پلانٹ میں خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ انہوں نے اس وقت سابق وزیراعظم کو ایک پیغام کے ذریعہ اپنی خدمات کی پیش کش کی۔ 1976ء میں جب ان کے پاس فیوج یورینیم کی مکمل معلومات ہاتھ آگئیں تو وہ بھٹو صاحب کے کہنے پر ایک مشنری جذبہ کے تحت پاکستان تشریف لے آئے۔ آج جس بھونڈے انداز میں ان کی کردار کشی کی گئی ہے خون کے آنسو رونے کو جی چاہتا ہے۔ ہالینڈ میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی 30 ہزار روپے ماہانہ تنخواہ تھی۔ جبکہ پاکستان میں ان کی تنخواہ تین ہزار روپیہ مقرر ہوئی اور پہلے چھ ماہ کی تنخواہ ہی انہیں نہ مل سکی۔ اور نہ ہی انہوں نے اس کا تقاضا کیا۔ جب پہلی مرتبہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان سائٹ دیکھنے کے لئے کہوٹہ گئے تو سڑک اور راستہ نہ ہونے کے باعث انہیں سابق جنرل زاہد علی اکبر کے ہمراہ چھ میل پیدل چلنا پڑا۔ جوتے ہلکے ہونے کے باعث ان کے پاؤں میں کانٹے چبھتے رہے۔ ماضی کا کہوٹہ جنگل بیابان تھا۔ نہ سایہ نہ پانی۔ اس مرد قلندر کی لگن' جانفشانی اور خلوص نیت کے باعث آج وہی کہوٹہ جنگل میں منگل کا سماں پیش کررہا ہے۔

پاکستان' ایٹمی قوت بن کر عالمی سطح پر اور بالخصوص عالم اسلام میں جو مقام حاصل کرچکا ہے اس کا تمام تر سہرا ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے سر ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان پاکستان ہی نہیں پورے عالم اسلام کے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔ بانی پاکستان محمد علی جناح کے بعد وہ پہلی شخصیت ہیں جن سے اہل وطن اور اسلامی برادری کے مسلمان جنون کی حد تک عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ قادیانی اور یہودی' ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے مشترکہ دشمن ہیں۔ اسلام آباد کے ایک اہم چوک پر نصب شدہ غوری میزائل ماڈل کو جس دن گرایا گیا ہمارا ماتھا اسی دن ٹھنکا تھا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان کے محب وطن ساتھیوں کی آزمائش کا وقت آگیا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو منظر سے ہٹا کر ان کے مخالف سائنس دانوں کو جس انداز میں پیش کیا جارہا ہے یہ اسی سازش کی کڑی کا سلسلہ ہے جس کی ابتداء سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو دور میں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف جس طرح ماضی کی سازشیں کامیاب نہیں ہوئیں

اسی طرح موجودہ سازش بھی کامیاب نہ ہو سکے گی۔ انشاءاللہ!

ہم جنرل پرویز مشرف سے استدعا کریں گے کہ وہ عالمی برادری اور ایٹمی پھیلاؤ سے متعلقہ عالمی اداروں کے دباؤ کے تناظر میں اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے پاکستان دشمن قادیانی جماعت کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے صرف نظر نہیں کریں گے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے وضع کردہ مشن ''پہلے پاکستان'' کو مدنظر رکھتے ہوئے اس تمام صورت حال کا عمیق مطالعہ اور مشاہدہ کریں گے۔ وہ اس بات کو مت بھولیں کہ پاکستان اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان لازم وملزوم ہیں۔ وقت آئے گا۔ قادیانی سازش بے نقاب ہوگی اور یہودی سازش ناکام ہوگی۔ انشاءاللہ!

ختم نبوت کا حلف نامہ...... مستحسن اقدام

چیف الیکشن کمشنر جسٹس (ر) ارشاد حسن خان نے مسلم ووٹروں کے لئے ختم نبوت کا حلف نامہ بحال کرنے اور مسلم اور غیر مسلم ووٹروں کی الگ الگ انتخابی فہرستیں بحال کرنے کے لئے باقاعدہ احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ انہوں نے یہ احکامات آئین کی دفعہ 219 کی ذیلی شق اے انتخابی فہرستوں کے قوانین مجریہ 1974ء کی دفعہ (4) اور دفعہ (2)28 اور دوسرے تمام حاصل شدہ اختیارات کے تحت جاری کئے ہیں۔ اس سلسلہ میں الیکشن کمیشن کی طرف سے جاری کردہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ مسلم اور غیر مسلم ووٹروں کے اندراج کے لئے سال 1978ء اور بعد ازاں نافذ العمل علیحدہ علیحدہ فارم بحال کر دیئے گئے ہیں۔ اس طرح قادیانیوں کی علیحدہ انتخابی فہرستیں تیار ہوں گی۔ جن مسلم ووٹروں نے ختم نبوت کے حلف نامہ کے بغیر فارم داخل کئے ہیں ان کے لئے حلف نامہ پر کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ایسے اشخاص جن کا تعلق قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے ہے (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے پکارتے ہیں) کی حیثیت وہی ہوگی جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین مجریہ 1973 میں طے کر دی گئی ہے۔

تفصیلات کے مطابق مسلمان ووٹروں کے لئے فارم نمبر 4 جس میں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر مکمل اور غیر مشروط ایمان کے بارے میں حلف نامہ/ اقرار نامہ موجود ہے اور غیر مسلم ووٹروں کے لئے فارم دس جو انتخابی فہرستوں کے قواعد مجریہ 1974ء کے قاعدہ 9 کے تحت بنائے گئے ہیں۔ فوری طور پر بحال ہو جائیں گے۔ جن مسلمان ووٹروں نے فارم 14 انتخابی فہرستوں کی نظر ثانی کے پروگرام کے مطابق پہلے ہی داخل کئے ہیں وہ تمام فارم صحیح متصور ہوں گے۔ اور افسران نظر ثانی کے بعد ضروری کارروائی کریں گے۔ بشرطیکہ مسلمان ووٹران نے متذکرہ بالا حلف نامہ/ اقرار نامہ داخل کیا ہو۔ معاً مسلمان ووٹر جنہوں نے متذکرہ بالا حلف نامہ/ اقرار نامہ کے بغیر فارم داخل کئے ہیں وہ حلف نامہ ہذا پیش کریں گے۔ یا فارم نمبر 4 جس میں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان کے بارے میں حلف نامہ/ اقرار نامہ درج ہے از سر نو پیش کریں گے۔ مسلم اور غیر مسلم

بقیہ: 54پر

مولانا اللہ وسایا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ پر پولیس کا چھاپہ

اونچی کھرولیاں کے نام کی تبدیلی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم پر گزشتہ ماہ پولیس نے چھاپہ مارا۔ آپ کو تھانہ بلایا۔ مدرسہ کے طلباء و اساتذہ کو زیر حراست رکھا گیا اور پھر رہا کر دیا گیا۔ اس افسوسناک واقعہ کی تفصیلات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت کراچی میں قارئین پڑھ چکے ہوں گے۔ اس وقت مجموعی صورت حال کا خلاصہ عرض کرنا مقصود ہے۔ اس واقعہ پر نہ صرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلکہ ملک بھر کی تمام دینی جماعتوں نے احتجاج کیا۔ اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں۔ ۱۴/جنوری کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی عاملہ کا خانقاہ سراجیہ میں اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت شاہ صاحب مدظلہ پر چھاپہ' اونچی کھرولیاں کے نام کی تبدیلی' ووٹر فارم سے ختم نبوت کے حلف نامہ کی حذفی' خصوصیت سے زیر بحث آئے۔

مجلس عاملہ کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم' جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ نے حضرت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی دعوت پر خصوصیت سے شرکت فرمائی۔ اجلاس میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' جناب صاحبزادہ عزیز احمد' حضرت مولانا محمد اسماعیل' جناب صاحبزادہ خلیل احمد' جناب صاحبزادہ سعید احمد اور راقم الحروف نے شرکت کی۔

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ پر چھاپہ

اجلاس کو حضرت مولانا محمد عبداللہ اور راقم الحروف نے بتایا کہ خانقاہ سید احمد شہید کا گھیراؤ کر کے پولیس نے تالے توڑے' اساتذہ و طلبہ کو ہراساں کیا اور بعض کو پولیس گرفتار کر کے لے گئی۔ خانقاہ شریف سے متصل حضرت مولانا محب النبی کے مدرسہ للبنات پر اچانک چھاپہ مارا گیا۔ بچیوں اور استانیوں پر پولیس کی اچانک یلغار سے عورتوں

اور بچیوں کو ہراساں کیا گیا۔ اور بدترین دہشت گردی کا پولیس نے مظاہرہ کیا۔ حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم پولیس کے اصرار پر اپنی سواری میں تھانہ گئے۔ ایس پی نے بڑی متانت وذمہ داری سے چند سوال کئے۔ ایک تصویر دکھا کر کہا گیا کہ یہ آدمی کون ہے اور اب کہاں ہے؟۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے سرے سے اس کو دیکھا ہی نہیں۔ جاننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پولیس آفیسر نے سوال کیا کہ آپ کے ذرائع آمدنی کیا ہیں؟۔ آپ نے فرمایا کہ پچاس سال کتابت کی ہے۔ پورے ملک کے اکثر وبیشتر سرکاری ونیم سرکاری اداروں نے خوشخطی کا کام مجھ سے کرایا ہے۔ پاکستان کی اہم عمارتوں پر خوشخطی کی عمدہ تحریرات میرے قلم کی مرہون منت ہیں۔ کئی بار خوشخطی کی قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں کی صدارت‘ نمائندگی‘ پاکستان کی ترجمانی‘ اور خوشخطی کے مقابلوں کے فیصلہ کرنے والے اجلاسوں میں منصفی کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ اور آج کل مختلف دینی نادر کتب شائع کر رہا ہوں۔ ان جوابات کو پولیس افسر نے نوٹ کیا۔ اپنے کمرہ میں گیا۔ غالباً اپنے افسروں حکام بالا کو حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کی بزرگی اور شخصیت اور بلند کرداری کی رپورٹ دی۔ کچھ دیر بعد واپس آیا تو پورے عملہ سمیت صف بستہ ہوکر اظہار ندامت کے ساتھ عرض کیا کہ آپ گھر تشریف لے جاسکتے ہیں۔ چند گھنٹوں بعد حضرت شاہ صاحب واپس تشریف لائے۔ کچھ دنوں بعد باقی تمام زیرحراست حضرات کو رہا کردیا گیا۔ متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل اور جمعیت علمائے اسلام کے امیر مرکزیہ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ رات میری پنجاب کے وزیراعلیٰ سے بات ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسے بتایا:

(۱)............حضرت شاہ صاحب ہم سب کے بزرگ اور ممتاز دینی شخصیت ہیں۔

(۲)............ملک بھر میں ان کے ارادتمندوں کا وسیع حلقہ ہے۔

(۳)............ان پر ہاتھ ڈال کر حکومت نے پورے ملک کے دینی حلقہ اور کروڑوں عوام کو مشتعل کیا ہے۔

(۴)............گرفتاری‘ تفتیش کے تمام مرحلوں میں پوری چھان پھٹک کے باوجود پولیس ان سے کوئی چیز‘ مفید مطلب بات نہیں حاصل کرسکی۔

(۵)............اس سے ثابت ہوا کہ پولیس کا چھاپہ غلط تھا۔ بدتمیزی تھی۔ صوبائی حکومت کی مشکلات میں اس چھاپہ سے اضافہ کیا گیا۔

(۶)............جس فرد یا ادارہ نے حکومت یا پولیس کو غلط مخبری یا رپورٹ کی۔ اس کے خلاف انکوائری کرائی جائے۔ اسے بے نقاب کیا جائے اور اس کو ایسی سزا دی جائے کہ آئندہ ایسے واقعات کا اعادہ نہ ہوسکے۔

مولانا نے فرمایا کہ پنجاب کے وزیراعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی صاحب نے بتایا کہ یہ چھاپہ پنجاب حکومت نہیں بلکہ وفاقی حکومت کے حکم پر مارا گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا یہ مناسب نہ تھا کہ ایک سیاسی رہنما اور عوامی حکومت کے سربراہ ہونے کے حوالے سے آپ مرکزی حکومت کو کہیں کہ وہ صوبہ میں اسے جس امر کی بابت انکوائری کرانی ہو وہ صوبائی حکومت کو اعتماد میں لے۔ شخص یا ادارہ کی غلط رپورٹ پر اندھے کی لٹھ لے کر چڑھ دوڑنا عقلمندی اور وقار کے

منافی ہے۔ اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ:

نمبر۱..... حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب چوہدری شجاعت کو بھی پوری صورت حال سے باخبر فرمائیں۔

نمبر۲..... نیز یہ کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب لاہور تشریف لے جاکر حضرت قبلہ شاہ صاحب دامت برکاتہم سے ملیں اور خود پوری صورت حال کو معلوم فرمائیں۔ حضرت مولانا دامت برکاتہم نے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب ہم سب کے قابل احترام بزرگ ہیں۔ میں کل لاہور جارہا ہوں۔ ان کے ہاں ضرور حاضری ہوگی۔

نمبر۳..... فیصلہ ہوا کہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، حضرت مولانا محمد عبداللہ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی اور لاہور کی دیگر شخصیات سمیت ۱۵ جنوری کو احتجاجی پریس کانفرنس کریں۔

چنانچہ اجلاس کے اختتام پر ۱۴/جنوری کی شام حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے اسلام آباد چوہدری شجاعت حسین صاحب سے تفصیلی ملاقات کی۔ اس موقعہ پر چوہدری پرویز الٰہی صاحب بھی تشریف لائے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اس کی انکوائری کرائیں گے۔ اگلے دن اجلاس کے فیصلہ کے مطابق متذکرہ رہنماؤں نے پریس کانفرنس کی اور اسی شام قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔

حکومت کی انکوائری کون کرتا ہے؟ نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اس پر کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔ تاہم اتنی بات طے شدہ ہے کہ: (۱)..... یہ افسوسناک اور شرمناک حکومتی غلط اقدام تھا۔ (۲)..... ایجنسیوں کی نااہلی کی بدترین مثال تھا۔ (۳)..... ایجنسیوں اور خود حکومت کو اس سے کوئی نیک نامی حاصل نہیں ہوئی۔ (۴)..... حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم سے لوگوں کے مخلصانہ تعلق میں اضافہ ہوا۔ (۵)..... کراچی سے خیبر تک حتیٰ کہ حرمین شریفین میں حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کے لئے مخلصانہ دعائیں کی گئیں اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا گیا۔ (۶)..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک ابتلاء تھا۔

امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ سے لے کر ادنیٰ کارکن تک ہر ایک شخص نے اس کرب کو محسوس کیا۔ بلکہ اس کے ازالہ کے لئے سعی بلیغ کی۔ اللہ رب العزت حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم ایسے اکابر کے سایہ کو امت کے سروں پر تادیر قائم رکھیں اور صحت وسلامتی سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

اونچی کھرولیاں کے نام کی تبدیلی

چند ماہ ہوئے ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے قریب اونچی کھرولیاں ایک گاؤں میں قادیانی ڈاکٹر کے ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے پنجاب کے وزیراعلیٰ جناب چوہدری پرویز الٰہی تشریف لے گئے۔ دیگر اقدامات کے علاوہ مسلم آبادی پر مشتمل گاؤں ''اونچی کھرولیاں'' کے نام کو تبدیل کرکے قادیانی اسلم کے نام پر ''اسلم پورہ'' رکھنے کا اعلان

کیا۔ مسلمانوں کے لئے نام کی یہ تبدیلی پریشان کن تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم کے دستخطوں سے ایک کھلا خط شائع کیا گیا۔ جو حکومتی ارکان کو بھجوادیا گیا۔ ہفتہ وار ختم نبوت' ماہنامہ لولاک' ماہنامہ الفاروق' روزنامہ اسلام' روزنامہ خبریں' ماہنامہ نصرۃ العلوم' ماہنامہ بینات' ماہنامہ نقیب ختم نبوت اور دیگر کئی دینی جرائد میں وہ خط شائع ہوا۔ سیالکوٹ ضلع بھر میں اس پر احتجاجی کانفرنسیں' خطبات جمعہ پر احتجاجی قرار دادیں منظور ہوئیں۔ گوجرانوالہ ڈویژن سے ہزاروں کی تعداد میں احتجاجی مراسلے حکومت پنجاب کو بھجوائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ایک خط مرتب کر کے حضرت مولانا حافظ حسین احمد صاحب مرکزی رہنما متحدہ مجلس عمل کے ذریعہ جناب چوہدری شجاعت حسین کو پہنچایا۔

مجلس عاملہ کے اجلاس سے قبل درخواست تیار کر کے حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کو دی گئی کہ وہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ سے بات کریں۔ چنانچہ حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم نے اجلاس میں فرمایا کہ ۱۳/جنوری کی شام ڈیرہ اسماعیل خان سے چوہدری پرویز الٰہی کو فون کر کے پوری صورت حال پر ان سے گفتگو ہوئی کہ مسلم آبادی کے گاؤں کا نام قادیانی اسلم کے نام پر رکھنا سخت افسوسناک اقدام ہے۔ چوہدری پرویز الٰہی نے وعدہ کیا کہ ایسے نہیں ہوگا۔ نیز ۱۴/جنوری کی شام حضرت مولانا مدظلہ نے چوہدری شجاعت حسین اور چوہدری پرویز الٰہی سے اس پر تفصیلی مذاکرات کئے۔ چنانچہ دونوں حضرات نے وعدہ کیا کہ ''اونچی کھرولیاں'' کا نام قادیانی اسلم کے نام پر نہیں رکھا جائے گا۔ اللہ رب العزت ان کو ایفائے عہد کی توفیق بخشیں۔ آمین!

ضروری اعلان

اپریل ۲۰۰۲ء میں وو‌ٹرلسٹوں کی تیاری میں ''ختم نبوت کا حلف'' حذف کیا گیا۔ پھر اسلامیان پاکستان کی جدوجہد سے بحال ہوا۔ اس کی سرگذشت فقیر نے لکھنی شروع کی تھی۔ ماہنامہ لولاک جولائی/۲۰۰۲ء سے دسمبر۲۰۰۲ء/تک پانچ قسطیں شائع ہوئیں۔ مصروفیات کے باعث اس مضمون کی تکمیل نہ کر سکا۔ اب حال ہی میں دوبارہ وہی قضیہ کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ کافی حد تک اب معاملہ ٹھیک ہوگیا ہے۔ ان حالات میں ضرورت محسوس ہوئی کہ پہلے اس مضمون کی تکمیل ہو جائے۔ پھر اس حالیہ قضیہ کی تمام تفصیلات یکجا کر دی جائیں۔ اللہ رب العزت کو منظور ہوا تو انشاء اللہ العزیز آئندہ شمارہ سے ''ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی وسرگذشت کی قسط نمبر۶'' آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

فقیر......اللہ وسایا!

۱۷/فروری۲۰۰۴ء

پروفیسر محمد ایوب قادری

خلیفہ دوم حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ اور صحابہ کرامؓ

خلیفہ دوم سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں مملکت اسلامیہ کو جو وسعت اور مسلمانوں کو جو عظمت واقتدار حاصل ہوا وہ تاریخ اسلام کا روشن باب ہے۔قیصر وکسریٰ کی وسیع وقدیم سلطنتیں خاک میں مل گئیں۔شہنشاہیت واستحصال کا دور ختم ہوا۔عدل وانصاف‘ مساوات واخوت کا زمانہ آیا۔علوم وفنون کی گرم بازاری ہوئی۔نظام حکومت اور آئین خلافت مدون ہوا۔اس کامیابی میں ایک طرف خلافت کا منہاج نبوت سے تعلق تھا اور دوسری طرف سیدنا فاروق اعظمؓ کی اصابت رائے‘ حسن عمل‘ خلوص نیت اور صحابہ کرامؓ کا تعاون واشتراک تھا۔یہاں ہم سیدنا فاروق اعظمؓ اور صحابہ کرامؓ کے تعلقات پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں گے اور ان تعلقات کا جائزہ لیں گے کہ جن کے نتیجے میں خلافت فاروقی کو ایسی شاندار کامیابی نصیب ہوئی۔

سیدنا فاروق اعظمؓ قریش کی شاخ بنوعدی میں پیدا ہوئے۔اس زمانے کے رواج کے مطابق شہسواری اور کشتی کے فن سیکھے۔فصاحت وبلاغت اور علم انساب میں مہارت حاصل کی۔نوشت وخواند سے بھی بے بہرہ نہ رہے اور اپنے خاندانی منصب سفارت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔حضور نبی کریمﷺ چاہتے تھے کہ حضرت عمرؓ جیسا قریش کا بطل جلیل اسلام میں داخل ہو جائے تاکہ اسلام کو تقویت حاصل ہو۔چنانچہ جب سیدنا فاروق اعظمؓ مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضور نبی کریمﷺ اور صحابہ کرامؓ کو نہایت مسرت وخوشی ہوئی اور سب نے تحسین وآفرین کے نعرے بلند کئے۔سیدنا فاروق اعظمؓ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھنی شروع کردی اور ان کو خاصی تقویت حاصل ہوگئی۔سیدنا فاروق اعظمؓ کو حضور نبی کریمﷺ کا خاص قرب واعتماد حاصل تھا۔ان کی اصابت رائے کا یہ عالم تھا کہ بعض امور میں ان کی رائے کے مطابق نزول وحی ہوا۔اسیران جنگ بدر کا معاملہ‘ تحریم خمر‘ آیت حجاب ازواج مطہرات‘ مصلّٰی مقام ابراہیم علیہ السلام اس پر شاہد ہیں۔سیدنا فاروق اعظمؓ کی تجویز کے مطابق ہی اذان کا طریقہ شروع ہوا۔سیدنا فاروق اعظمؓ تنہا وہ شخص تھے جنہوں نے علی الاعلان مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

ان کے ہمراہ مندرجہ ذیل حضرات تھے:زید بن خطابؓ سعید بن زیدؓ خنیس بن حذافہؓ عمرو بن سراقہؓ عبداللہ بن سراقہؓ داقد بن عبداللہ تمیمیؓ خولی ابن ابی خولیؓ مالک ابن ابی خولیؓ ایاس بن بکیرؓ عاقل بن بکیرؓ عامر بن بکیرؓ خالد بن بکیرؓ !

مدینہ منورہ پہنچنے پر سیدنا فاروق اعظمؓ کا رشتہ اخوت عتبان بن مالکؓ سے ہوا جو قبیلہ بنو سالم کے سردار تھے۔

جانشین رسول کریمﷺ خلیفہ اول سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کے وہ ہر معاملے میں معین ومددگار رہے۔خلیفہ

اول کے انتخاب کے موقع پر سیدنا فاروق اعظمؓ نے جس اصابت رائے‘ جرات اور دور اندیشی سے قدم اٹھایا اس کے نہایت دور رس نتائج ظاہر ہوئے۔ انہوں نے سقیفہ بنی سعدہ میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے دست مبارک پر بیعت کر کے مفاسد وفتن کا دروازہ بند کر دیا اور مسلمانوں کو انتشار سے بچالیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ ان سے ہر معاملے میں مشورہ لیتے تھے اور اکثر مقدمات کے فیصلے ان ہی کے سپرد کرتے تھے۔ ان کے مشورے اور ایماء سے دور صدیقی میں تدوین قرآن کا کام ہوا۔ جب جنگ یمامہ میں حفاظ کی ایک بڑی تعداد شہید ہوگئی تو ان کی تحریک پر سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو تدوین قرآن کا کام سپرد کیا۔ جنگ ردہ میں بھی وہ صدیق اکبرؓ کے دست راست تھے۔ مشہور مستشرق سرولیم نے لکھا ہے کہ: ’’حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ کے مشورے اور صلاح پر اس قدر بھروسہ اور اعتماد تھا اور ان کا فیصلہ (سوائے چند خاص مثالوں کے) ان کے نزدیک اتنا وزن رکھتا تھا کہ ان کو خلافت اور حکومت میں شریک کہا جاسکتا ہے۔‘‘

سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے انتقال کے موقع پر سیدنا فاروق اعظمؓ کو خلیفہ مقرر کر کے جس ایمانی فراست اور دور اندیشی کا ثبوت دیا وہ ظاہر ہے حضرات صحابہ کرامؓ نے گو ان کی سخت مزاجی کی طرف تو اشارہ کیا مگر ان کو ناموزوں قرار نہیں دیا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے ہی سیدنا صدیق اکبرؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتارا۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کو اپنے دور خلافت میں جو شاندار کامیابی‘ فتوحات عظیمہ اور خلافت میں استحکام نصیب ہوا وہ حضرات صحابہ کرامؓ کے پرخلوص تعاون اور اشتراک کا نتیجہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ صحابہ کرامؓ سے مشورہ اور تعاون ضروری سمجھتے تھے۔ اور ہر طرح سے ان کا خیال رکھتے تھے۔ انہوں نے روزانہ پیش آنے والے مسائل کے فیصلے کے لئے اہل الرائے صحابہ کرامؓ کی ایک مجلس مشاورت بنائی تھی اور تمام ملکی وقومی مسائل مجلس شوریٰ سے طے پاتے تھے۔ اس مجلس میں مہاجرین وانصار کے منتخب اکابر اور اہل الرائے حضرات شریک ہوتے تھے اتفاق رائے یا کثرت رائے سے تمام امور کا فیصلہ ہوتا تھا۔ اس مجلس مشاورت کے خاص ارکان حضرت عثمان غنیؓ حضرت علیؓ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ تھے۔ اہم اہم امور کے لئے ممتاز مہاجرین وانصار کی خاص مجلسیں بھی ہوتی تھیں۔ ایک مجلس عام بھی ہوتی تھی جس میں مہاجرین وانصار کے علاوہ سرداران قبائل بھی شریک ہوتے تھے۔ ہر شخص کو اظہار رائے کی پوری پوری آزادی حاصل تھی۔ عام اور سادہ مسلمان برسرعام سیدنا فاروق اعظمؓ سے سوال کرلیا کرتے تھے۔ اس قسم کے واقعات عام طور پر معلوم ومشہور ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے تعاون اور مشورہ کو سیدنا فاروق اعظمؓ والیوں اور گورنروں کے بھی ضروری سمجھتے تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی معزولی کے بعد جب حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو بصرہ کا حاکم بنا کر بھیجا گیا تو انہیں حکم دیا کہ وہ سنت نبوی ﷺ کی پابندی کریں اور حضور نبی کریم ﷺ کے صحابیوں کا تعاون حاصل کریں۔ کیونکہ وہ اس امت کے نمک ہیں اور ان سے کہا کہ جو صحابہ کرامؓ تمہیں پسند ہوں ان کو اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے انتیس صحابہ کرامؓ کا انتخاب کیا۔

جنگ نہاوند کے موقع پر مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ حضرت عثمان غنیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نہایت آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کیا اور سیدنا فاروق اعظمؓ کی رائے کی تائید کی۔ حضرت عباسؓ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور حضرت علیؓ نے جوابی تقریر کی۔ بعد کو ثابت ہوا کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی رائے صحیح تھی۔ صحابہ کرامؓ جہاد و جنگ میں شریک ہو کر سیدنا فاروق اعظمؓ کے مشن کی تکمیل کرتے تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت سعد بن وقاصؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ جیسے سپہ سالاروں نے جنگی مہارت اور فتح کی وہ مثالیں قائم کر دیں کہ تاریخ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ جب حضرت سعد بن وقاصؓ عراق کی مہم پر گئے تو ان کے ہمراہ ستر وہ صحابہ کرامؓ تھے جو کہ جنگ بدر میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ جوہر شجاعت دکھا چکے تھے۔ اسی طرح جب حضرت ابوعبیدہؓ جنگ یرموک میں رومیوں کے مقابلے کے لئے گئے تو اس جنگ میں ایک ہزار صحابہ کرامؓ شریک تھے جن میں سے سو ایسے صحابہؓ تھے جو جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ جب حضرت عمرو بن العاصؓ نے فتح مصر کے موقع پر مدد طلب کی تو حضرت زبیر بن عوامؓ اور حضرت عبادہ بن صامتؓ ان کی مدد کے لئے بھیجے گئے۔

عرب میں حضرت امیر معاویہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت زیاد بن سمیہ کو دہاۃ العرب کہا جاتا تھا۔ ان حضرات کو بڑے اہم عہدے دئے۔ حضرت امیر معاویہؓ والئی دمشق رہے۔ ۱۸ ہجری میں ان کے ہاتھوں فتح ہوا۔ حضرت عمرو ابن العاصؓ نے مصر میں فتح کے جھنڈے گاڑے۔ اسی طرح حضرت مغیرہ بن شعبہؓ مختلف شہروں کے والئی رہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں ہر شخص قانون کی نظر میں برابر تھا۔ مساوات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ حضرت بلالؓ اور حضرت عمارہؓ اگرچہ غلام رہ چکے تھے مگر اجل صحابہؓ کے برابر سمجھے جاتے تھے اور سرداران قریش کے مقابلے میں فوقیت و برتری رکھتے تھے۔ فتوحات عراق کے بعد تعین خراج کے سلسلے میں عام بحث و مشاورت ہوئی۔ اکابر صحابہ کرامؓ نے اس بحث میں آزادانہ حصہ لیا۔

سیدنا فاروق اعظمؓ خاندان نبوت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ جب وظائف مقرر کئے گئے تو ابتداء خاندان بنو ہاشم سے ہوئی۔ رجسٹر میں سب سے پہلے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے نام لکھے گئے۔ وظائف کی رقم میں بھی ان کا لحاظ رکھا گیا۔ ازواج مطہرات کے وظیفوں کی رقم سب سے زیادہ تھی۔ ان کے بعد اصحاب بدر کے وظائف کی رقوم تھیں۔ اگرچہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اس گروہ میں نہ تھے۔ مگر ان کے وظائف بھی اسی حساب سے مقرر ہوئے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کا وظیفہ سیدنا فاروق اعظمؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ سے زیادہ مقرر ہوا۔ حضرت عبداللہؓ نے عذرداری کی تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ اسامہؓ کو حضرت نبی کریم ﷺ تم سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ فتح مدائن کے موقع پر حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ایک ایک ہزار درہم دیئے گئے اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو پانچ سو درہم دیئے گئے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ حضور نبی کریم ﷺ کے عم بزرگوار حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ نخلستان بنونضیر کا انتظام حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سپرد تھا۔ ایک موقع پر جب قحط سالی ہوئی اور بارش نہ ہوئی تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے حضرت عباسؓ کے ساتھ نماز استسقاء پڑھی اور ان کے وسیلے سے دعا مانگی۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ تو برابر ان کی زیر تربیت رہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ اور حضرت علیؓ میں نہایت خلوص اور دوستانہ تعلقات تھے۔ خدائے رحمان نے ان مومنین نیک اعمال کے دل میں محبت و مودّت پیدا کر دی تھی۔ جس پر قرآن شاہد ہے:

''ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا۔ سورہ مریم'' جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے خدائے رحمان ان میں محبت پیدا کر دے گا۔

سیدنا فاروق اعظمؓ بڑی بڑی مہمات میں حضرت علیؓ سے مشورہ کرتے تھے اور حضرت علیؓ ان کو مخلصانہ مشورہ دیتے تھے۔ انہوں نے ۱۶ نبوی میں سن ہجری کا اجراء حضرت علیؓ کے مشورے سے کیا اور جب سیدنا فاروق اعظمؓ بیت المقدس گئے تو خلافت کی ذمہ داریاں حضرت علیؓ کے سپرد کر گئے۔ ان کے باہمی تعلقات کی استواری کا یہ عالم تھا کہ حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کو جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے تھیں سیدنا فاروق اعظمؓ کے نکاح میں دے دیا تھا۔ اور اس طرح سیدنا فاروق اعظمؓ کا رشتہ مصاہرت بنت علیؓ کے ذریعہ خاندان نبوت سے ہو گیا۔ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے ایک موقع پر حضرت علیؓ کے لئے فرمایا: ''اطال اللہ بقاک'' اور: ''ایدک اللہ'' فرمایا۔

جب بیت المقدس کا تاریخی معاہدہ تحریر ہوا تو اس پر مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت عمرو ابن العاصؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کے دستخط ہوئے۔ صحابہ کرامؓ بھی سیدنا فاروق اعظمؓ کا ہمہ وقت پاس اور لحاظ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے محسوس کیا کہ ان پر تنگ دستی کا زیادہ غلبہ ہے۔ چند جلیل القدر صحابہ کرامؓ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے مشورہ کیا کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کے وظیفے میں اضافہ ہونا چاہئے۔ اور اس کی ان کو ترغیب دینی چاہئے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ کی رائے کے مطابق پہلے ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت صفیہؓ سے رجوع کیا گیا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے اضافہ وظیفہ کی تجویز کو کلیتاً مسترد کر دیا اور اس بات کو ناپسند فرمایا۔

سب سے پہلے حضرت عمرو ابن العاصؓ نے سیدنا فاروق اعظمؓ کو امیر المومنین کہا۔ پھر یہ خلیفۃ المسلمین کا لقب عام ہو گیا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کی نہایت تعظیم کرتے تھے۔ اسی طرح دوسرے صحابہ کرامؓ ان کے درجے اور مرتبے کے مطابق تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علیؓ حضرت سعد بن وقاصؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ و دیگر صحابہ کرامؓ کا وہ پورا خیال رکھتے تھے۔ لیکن جہاں دینی یا قومی مسائل ہوتے وہاں وہ کسی کے ساتھ رعایت نہیں کرتے تھے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ گورنر مصر کے صاحبزادے نے ایک قبطی کو بلاوجہ مارا۔ اس پر انہوں نے عمرو ابن العاصؓ کے سامنے ان کے اس بیٹے کو کوڑے لگوائے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی جنگی قابلیت مسلم تھی۔

لیکن جب مصلحت سمجھی تو ان کو معزول کر دیا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ صحابہ کرامؓ کو ان کی قابلیت کے مطابق منصب عطا کرتے تھے اور اس بات کی قطعاً پروا نہیں کرتے تھے کہ کون عزیز ہے اور کون غیر ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ گورنروں سپاہ سالاروں اور دیگر عمال کی زرا زرا سی بات پر نظر رکھتے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً ان کی گرفت کرتے رہتے تھے۔ ان کو تنبیہ کرتے رہتے تھے۔ ان سے حساب فہمی کرتے تھے۔ اگر کوئی بات خلاف ضابطہ ہوتی تو جواب طلب کرتے تھے۔ اور عدم اطمینان کی صورت میں تعزیری کارروائی کی جاتی۔ صحابہ کرامؓ سیدنا فاروق اعظمؓ کی سخت مزاجی کے باوجود ان کا پورا پورا احترام کرتے تھے اور ان کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ سیدنا فاروق اعظمؓ جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ اس میں سراسر دینی یا ملی مفاد ہوتا ہے۔ وہ ان کے سامنے ایسی ویسی بات کہتے ڈرتے تھے۔ لیکن معقول بات کہنے سے نہیں جھجکتے تھے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ بھی معقول بات خندہ پیشانی سے سنتے تھے اور انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ فیروز لولو (مجوسی) کے ہاتھوں زخمی ہوئے تو انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور چھ حضرات حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد بن وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ پر مشتمل ایک کمیٹی بنادی کہ ان میں سے جس کسی شخص پر اتفاق رائے ہو جائے۔ اس کو خلیفہ بنالیا جائے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ اور صحابہ کرامؓ کے تعلقات کا یہ ایک ہلکا سا جائزہ ہے جس سے پورا پورا خلوص واعتماد اور تعاون واشتراک ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ سابقین اولین عشرہ مبشرہ اور خلفائے راشدین میں سے تھے۔ وہ صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ عالم وزاہد تھے۔ ان سے ۵۳۹ حدیثیں مروی ہیں۔ سیدنا فاروق اعظمؓ سے احادیث روایت کرنے والے مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ ہیں:

حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت سعد بن وقاصؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت ابوذرؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت براء بن عازبؓ حضرت ابوسعید خدریؓ ودیگر صحابہ کرامؓ

آخر میں ہم اس مضمون کو شہادت غیر کے تحت ڈاکٹر گستاؤلی بان کے ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں:

☆...... اس نئے دین (اسلام) کو بہتیرے موانع درپیش تھے اور بے شک وہ اصحاب نبی کی خوش تدبیری ہی تھی جس نے انہیں ان موانع پر کامیاب کیا۔ انہوں نے خلافت کے لئے ایسے ہی اشخاص کا انتخاب کیا جن کی ساری غرض اشاعت دین محمدی تھی۔

☆...... یہ سب (خلفائے راشدین) حضرت رسالت مآب ﷺ کے صحابہ تھے اور ان میں پیغمبر خدا کی سخت زندگی اور سادہ عادتیں موجود تھیں۔

☆...... خلفائے راشدین کے زمانے میں ہر شخص برابر سمجھا جاتا تھا۔ اور ایک ہی قانون سب کے لئے تھا۔

☆...... حضرت عمرؓ جس قدر عمدہ منتظم تھے۔ اسی قدر عمدہ سپہ سالار تھے اور ان کا انصاف تو ضرب المثل تھا۔

تلخیص: مولانا اللہ وسایا

باہمی ربط و تعلق.....!

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ... حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

تقسیم ہند سے کچھ عرصہ قبل برصغیر میں دو عظیم مرکز مشہور ہوئے ''دیوبند'' اور ''تھانہ بھون'' دیوبند میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور تھانہ بھون میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کیا عجیب سماں ہوتا ہوگا۔ دیوبند میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ شیخ الحدیث کی حیثیت سے جلوہ افروز ہوکر احادیث رسول کریم ﷺ کا درس دے رہے ہیں اور ساتھ ہی عظیم شیخ طریقت کی حیثیت سے بنجر دلوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام سے سرسبز کر رہے ہیں اور سیاست کے میدان میں فرنگی کو ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کر رہے ہیں۔

تھانہ بھون میں حضرت تھانویؒ ایک عظیم مفسر کی حیثیت سے بیان القرآن جیسی مایہ ناز تفسیر لکھ رہے ہیں اور ساتھ ہی عظیم مربی کی حیثیت سے علماء ومشائخ کو سلوک کی منزلیں طے کرا رہے ہیں۔

دونوں عظیم شخصیتوں کا تعلق ایک ہی مرکز سے ہے۔ دونوں گلستان امدادیہ (حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ) کے پھول ہیں اور حضرت گنگوہیؒ کے تربیت یافتہ اور حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد رشید ہیں۔ سیاست کے میدان میں دونوں عظیم شخصیتیں (حضرت مدنیؒ وحضرت تھانویؒ) انگریز دشمنی' مسلمانوں کی ہمدردی اور خیر خواہی میں متحد ومتفق ہیں۔ تھوڑا سا اختلاف بالرائے ہے۔ حضرت تھانویؒ پورے خلوص سے مسلم لیگ کی تائید بلکہ سرپرستی کرتے ہیں اور حضرت مدنیؒ نیک نیتی سے اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ مگر یہ اختلاف رائے ہے۔ آپس میں قلبی تعلق ہے۔ ایک دوسرے کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔ دونوں برصغیر کے مسلمانوں کے ہمدرد ہیں۔ ان دونوں عظیم شخصیتوں کا آپس میں کتنا دلی ربط ہے اور ایک دوسرے کا کتنا احترام ہے۔ اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ دیوبند حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے دست مبارک پر بیعت ہونے کے لئے آتے ہیں تو حضرت مدنیؒ ان کو لے کر تھانہ بھون حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے پاس چلے جاتے ہیں۔ حضرت تھانویؒ معزز مہمانوں کا اعزاز کرتے ہیں اور وجہ معلوم کرکے پیار ومحبت کی بحث شروع ہو جاتی ہے۔ حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ میں مولانا دریا آبادیؒ کو آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔ بیعت فرمائیں۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ آپ ہی بیعت کرلیں۔

کیا عجب منظر ہے پیری مریدی کا۔ کاروبار کرنے والے غور کریں کہ ان دونوں پیروں کا باطن کتنا صاف ہے۔ اغراض نفسانیہ کا نام نشان نہیں۔ مریدوں کو دنیوی مفادات کا ذریعہ نہیں بناتے بلکہ ہم عصر پیر ہوکر ایک دوسرے کا کتنا ادب ہے۔

الغرض پیار و محبت کی بحث طول پکڑ جاتی ہے۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ اس منظر کے انوار کو دل میں سمور ہے ہیں۔ آخر حضرت تھانویؒ کا اصرار بڑھ گیا اور حضرت مدنیؒ کو حضرت تھانویؒ کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ مولانا دریا آبادیؒ کو حضرت مدنیؒ نے اپنے دست مبارک پر بیعت فرمالیا۔ مگر اب جواباً حضرت مدنیؒ کا اصرار بڑھ گیا کہ میں ان کی صحیح تربیت نہ کر سکوں گا۔ حضرت تھانویؒ کو حضرت مدنیؒ نے عرض کی کہ تمہارا حکم مان کر میں نے بیعت کر لی۔ حکم کی تعمیل ہو گئی۔ مگر اصل بات تربیت ہے وہ آپ کریں۔ اس بات کو حضرت تھانویؒ نے تسلیم کر لیا۔ اب حضرت مولانا دریا آبادیؒ مرید تو حضرت مدنیؒ کے ہو گئے مگر تربیت تھانہ بھون میں رہ کر حضرت تھانویؒ سے لے رہے ہیں۔ یہ مایہ ناز مرید دونوں کو اپنا مرشد سمجھتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت مدنیؒ نے مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ کو تھانہ بھون ایک مکتوب گرامی لکھا۔ یہ مکتوب گرامی تابعدار مرید (مولانا دریا آبادیؒ) نے اپنے شیخ مربی (حضرت تھانویؒ) کے آگے پیش کر دیا۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اگرچہ مکتوب الیہ تم ہو مگر اس میں میرا حوالہ بھی ہے۔ لہٰذا جواب میں خود لکھوں گا۔ پھر حضرت تھانویؒ نے اس مکتوب گرامی کا جواب خود دیا۔ یہ دونوں مکتوب (مکتوب حضرت مدنیؒ بنام مولانا دریا آبادیؒ اور مکتوب حضرت تھانویؒ بنام حضرت مدنیؒ) پیش خدمت ہیں:

مکتوب حضرت مدنیؒ بنام حضرت مولانا دریا آبادیؒ

محترم المقام زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

والا نامہ محررہ ۱۶/۱ اکتوبر باعث سرفرازی ہوا تھا۔ اب تو جناب خانقاہ میں پہنچ گئے ہوں گے۔ خداوند کریم وہاں کی حاضری باعث برکات لامتناہیہ کرے۔ آمین!

چوبا	حبیب	نشینی	وبادہ	پیمائی
بیاد	آر	محبان	بادہ	پیارا

مجھ کو قوی امید ہے کہ آنجناب وہاں پر اپنے اوقات کو مشاغل حقیقیہ میں صرف فرمائیں گے جن کے متعلق ہدایت کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ ایک ضروری عرض محض اخلاص کی بنا پر کرتا ہوں کہ کسی غیر محمل پر حمل نہ فرمائیں گے۔ میں نے حسب الارشاد حضرت مولانا دامت برکاتہم (یعنی حضرت تھانوی قدس سرہ) اور آپ کے اصرار پر اس وقت بیعت کر لیا تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی بدحالی روسیاہی' ناکامی پر نہایت درجہ گریہ کناں ہوں اور سخت شرمندہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت مولانا دامت برکاتہم کے دربار میں پہنچا دیا ہے اور حضرت مولانا کو آپ سے اور آپ کو حضرت مولانا سے انس اور تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ وللہ الحمد اللھم زد فزد !اب مناسب اور ضروری ہے کہ آپ حضرت مولانا سے بیعت بھی کر لیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ حضرت مولانا دامت برکاتہم آپ کو نہ ٹالیں گے۔ میں نے خود ان دنوں جب حاضر ہوا تھا یہی عرض کیا تھا کہ آپ جب تشریف لائیں اور درخواست کریں تو جناب ان کو ضرور بیعت کر لیں۔ قواعد طریقت کے اصول پر بیعت کر لینا ہی زیادہ تر مفید اور کارآمد ہے۔ اسی کی بنا پر فیض کی زیادہ تر

امید ہے۔ مجھ روسیاہ کو بھی کبھی کبھی دعوت صالحہ سے یاد فرمالیا کریں۔ نیز حضرت مولانا دامت برکاتہم سے بھی دعا کی التجا کردیا کریں۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ دیوبند

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸

حضرت تھانویؒ کا مکتوب گرامی حضرت مدنیؒ کے نام

مخدومی ومکرمی مولانا حسین احمد صاحب دامت فیوضہم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

مولوی عبدالماجد صاحب کے نام جو گرامی نامہ آیا اس میں مشورہ تحویل بیعت کا پڑھا۔ گو اس وجہ سے کہ میں اس کا مخاطب نہیں۔ مجھ کو جواب عرض کرنے کا استحقاق نہیں۔ لیکن چونکہ اخیر تعلق مجھ سے ہے۔ نیز اس میں مجھ کو مخاطب بنانے کی یاددہانی بھی ہے۔ اس لئے عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

مجملاً وہی عذر ہے جو زبانی عرض کیا تھا اور قدر مفصلاً یہ عرض ہے کہ اس میں مولوی صاحب کا ضرر ہے۔ اس لئے امید ہے کہ اس مشورہ سے رجوع فرمائیں گے۔ وہ ضرر یہ ہے کہ میری خشونت وسوئے خلق تو مشہور ہے۔ مگر مولوی صاحب کی یہ رعایت ودل جوئی جو صمیم قلب سے ہے۔ وہ آپ ہی کے انتساب سے مسبب ہے۔ کیا آپ کو یہ گوارا ہے کہ وہ اس رعایت سے محروم کردیئے جائیں۔ دوسرے گو ان کو مجھ سے موانست کافی ہے۔ لیکن نفع کا مدار اعظم مناسبت ہے۔ اس کو میں پہلی ملاقات میں طے کرچکا تھا اور اسی بنا پر آپ نے میری سفارش کو قبول فرمایا۔ جس کا میں شکرگزار ہوں اور اگران بناؤں کو آپ ضعیف خیال فرمائیں تو میں بھی ان کی تقویت پر زور نہیں دیتا۔ لیکن جب اول بار میں بقول خود میری خاطر منظور تھی۔ سو اب بھی میری خاطر منظور فرمائی جائے اور جس طرح سے کام چل رہا ہے۔ چلنے دیا جائے کہ آپ ان کے مخدوم رہئے اور مجھ کو خادم رہنے دیجئے۔ اس جدید تبدیلی میں میری اور ان کی دونوں کی پریشانی مضمر ہے۔ جس کا گوارا کرنا اخلاق سامی سے بعید اور بہت بعید ہے اور جب اس کا مجھ پر مدار ہے اور میری طرف سے محض انکار ہے تو مولوی صاحب کو ایسی بات کا حکم فرمانا جو ان کی قدرت سے خارج ہے۔ تکلیف مالایطاق ہے جو ہر پہلو سے منفی ہے۔

والسلام!

ناکارہ ننگ انام اشرف برائے نام

از تھانہ بھون ٗ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ

یہ سب تفصیل حضرت مولانا دریاآبادیؒ کی تصانیف میں موجود ہیں۔ احقر راقم الحروف نے یہ تفصیل ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں ماہ جولائی ۱۹۹۴ء سے لی ہے۔

ناظرین کرام!

یہ دونوں مکتوب بغور پڑھیں۔ ان کے ایک ایک لفظ سے دونوں شخصیتوں (حضرت مدنیؒ وحضرت تھانویؒ) کا خلوص، نیک نیتی، آپس اعتماد ظاہر ہو رہا ہے اور یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اللہ والے پیری مریدی کو دنیوی اغراض کا ذریعہ نہیں بناتے۔ مریدوں کے اضافہ کی کوشش نہیں کرتے۔ ایک دوسرے کے خلاف اپنے حلقہ اثر میں پروپیگنڈہ نہیں کرتے۔ آج ایسے لوگ کہاں۔ ایسے پیر ومرشد کہاں۔ آج تو عموماً پیری مریدی ایک بہت نفع بخش کاروبار بن چکا ہے۔ الا ماشاء اللہ کچھ نیک بندے تو دنیا میں رہتے ہی ہیں۔

حکیم الامتؒ کو یہ گوارا نہیں تھا کہ سیاست کے حوالے سے حضرت مدنیؒ کو برا کہا جائے

مختصراً ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ خانقاہ تھانہ بھون کے ایک خادم نے سیاست کے حوالے سے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی شان میں انتہائی غلط جملہ کہہ دیا۔ جب حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اس گستاخی کا علم ہوا تو فوراً اسے خانقاہ سے خارج کر کے مکمل قطع تعلقی کر لی۔ جب اس خادم نے بار بار معافی چاہی اور اصرار کیا تو شرط لگادی کہ دیوبند جا کر حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے معافی مانگی جائے۔ کیونکہ تو نے ایک عظیم شخص کی گستاخی کی۔ وہ بھی سلیم الفطرت تھا۔ دیوبند گیا۔ اپنے واقعہ کی حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کو اطلاع کی اور ساتھ ہی معافی کا طالب ہوا۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا مزاج تو تھا ہی رحم وکرم کا نمونہ۔ الفت وانس کا خزینہ پیار اور محبت کا دفینہ۔ حضرت مدنیؒ نے فوراً معاف کر دیا۔ بلکہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نام سفارش لکھی کہ میں نے اسے دل سے معاف کیا اور سفارش کرتا ہوں کہ آپ بھی معاف کر دیں۔ تب جا کر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس کو خانقاہ میں رہنے کی اجازت دے دی۔

اسی طرح حضرت مدنیؒ بھی حضرت تھانویؒ کی برائی سننا گوارا نہیں کرتے تھے

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ایک عقیدت مند نے حضرت مدنیؒ کے سامنے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلاف کوئی بات کی تو حضرت مدنیؒ اتنے غضبناک ہوئے اور فرمایا میرے ساتھ وابستہ ہو کر میرے ہی بزرگوں کو برا کہتے ہو۔ خادم کو بلا کر فرمایا۔ اس شخص کا بستر باہر لے جاؤ۔ مجھے ایسے شخصوں کی سکونت اپنے پاس گوارا نہیں۔

حضرت مدنیؒ کا حلم، حوصلہ، درگزر مثالی تھا۔ مگر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی برائی سن کر برداشت نہ کر سکے۔ ایسے شخص کو اپنے پاس رہنے کی اجازت نہ دی اور اپنے پاس اس کا قیام گوارا نہ ہوا۔

کیا عظیم مقام تھا ان حضرات کا۔ کیا آج بھی ہم میں سے کوئی پیر ایسا کرے گا۔ ایسی بصیرت والے بزرگ اس دور میں شاید ہی نظر آئیں۔

☆..........☆

دین پر عمل کرنے کا آسان طریقہ

عارف باللہ حضرت مولانا عبدالحیٔ عارفیؒ

آج کل لوگ بکثرت یہ کہتے ہیں کہ اس دور میں دین پر عمل کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ ہم چاروں طرف سے ایسے معاشرے میں گھرے ہوئے ہیں جو شر و فساد سے معمور ہے۔ جس میں ہر طرف بے دینی' بے حیائی' بے غیرتی پھیلی ہوئی ہے۔ گھریلو زندگی سے لے کر دفتروں اور بازاروں تک اور تعلیم گاہوں سے لے کر حکومت کے ایوانوں تک ہر جگہ شر کے محرکات اپنی پوری فتنہ سامانیوں کے ساتھ انسانوں کو گمراہ کرنے میں مشغول ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی دین کے صحیح راستے پر چلنا بھی چاہے تو قدم قدم پر اس کے لئے مشکلات ہیں۔ لہٰذا دین پر ٹھیک ٹھیک عمل ہو تو کیسے ہو؟۔

اس سوال کا نظری جواب تو یہ ہے کہ وہ خالق کائنات جنہوں نے ہمیں اس دین کا پابند بنایا ہے۔ وہی اس تمام معاشرے کے بھی خالق ہیں۔ وہ خالق خیر بھی ہیں اور خالق شر بھی۔ دنیا میں کوئی پتہ ان کے حکم اور مشیت کے بغیر نہیں ہلتا۔ نہ کوئی ذرہ ان کے حکم اور مشیت کے بغیر حرکت کرتا ہے۔ تو کیا (معاذ اللہ) انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے جب میری ہی مشیت سے معاشرہ اتنا خراب ہو جائے گا؟۔ یقیناً معلوم تھا۔ پھر کیا انہوں نے ہمیں اپنے دین کا یہ دیکھے بغیر مکلف بنا دیا کہ اس پر عمل کرنے میں میرے بندوں کو کتنی مشکلات ہوں گی؟۔ وہ تو اپنے بندوں پر اتنے مہربان ہیں کہ عالم کائنات میں کوئی بھی انسانوں کے حق میں اتنا رحیم و کریم نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے تو واضح لفظوں میں ارشاد فرمادیا کہ:

''لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۰ ''ترجمہ:......''اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔ اور فرمادیا ہے کہ:''ماجعل علیکم فی الدین من حرج۰ ''ترجمہ:......''اللہ نے تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔''اور فرمادیا ہے کہ:''یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۰ '' ترجمہ:...... ''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے۔ تنگی کا معاملہ نہیں کرنا چاہتا۔''اور اللہ تعالیٰ کے آخری رسول حضور نبی کریم ﷺ نے جن کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ واشگاف لفظوں میں فرمادیا ہے کہ:''ان الدین یسر۰ ''ترجمہ:......''بلاشبہ دین آسان ہے۔''

کلام اللہ اور کلام رسول ﷺ کے یہ ارشادات (معاذ اللہ) کیا محض بہلانے کے لئے ہیں۔ یقیناً نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے صادق و مصدوق پیغمبر ﷺ کے ارشادات ہیں۔ زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں۔ مگر ان ارشادات کی حقانیت میں فرق نہیں آسکتا۔ ان ارشادات کے باوجود کوئی شخص دین کو ناقابل عمل حد تک مشکل سمجھے تو اللہ بچائے۔ اس سے قرآن و سنت کے ان واضح ارشادات کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جو بحد کفر پہنچ سکتی ہے۔ اللہ

تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھیں۔ آمین!

کلام اللہ اور کلام رسول ﷺ کے یہ ارشادات تو ہرگز غلط نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ اس ذات کے ارشادات ہیں جس کے علم محیط سے کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے۔ قیامت تک پیش آنے والے تمام حالات وواقعات اس کے علم میں ہیں۔ اور کلام اللہ اور کلام رسول ﷺ کسی خاص خطے یا کسی خاص زمانے کے لئے نہیں۔ بلکہ ہر دور اور ہر زمانے کے لئے آئے ہیں۔ لہٰذا ان کی رو سے اگر قرون اولیٰ میں دین آسان تھا اور اس میں کوئی تنگی نہیں تو اس آخری دور میں بھی آسان ہے اور اس میں بھی تنگی نہیں ہے۔ ہاں اگر ہمیں بظاہر نظر دین کے کسی حکم میں کوئی مشکل نظر آرہی ہے تو یقیناً وہ ہماری نگاہ کا دھوکہ اور فہم کا قصور ہے۔ ورنہ دین فی نفسہ آسان ہے۔

زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دین تو اپنی ذات میں پہلے بھی آسان تھا اور آج بھی آسان ہے۔ کیونکہ وہ دین فطرت ہے اور فطرت کے مطابق عمل کرنے میں انسان کو فی نفسہ دشواری نہیں ہوتی۔ لیکن نفس، شیطان اور ماحول کے بیرونی اثرات کی بنا پر بعض اوقات یہ فطرت مسخ ہو جاتی ہے۔ یا اس میں کمزوری آجاتی ہے۔ اس کی بناء پر دین فطرت کی طرف لوٹنا مشکل معلوم ہونے لگتا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ دین فطرت مشکل تھا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے نفس شیطان اور ماحول سے متاثر ہو کر اپنی صلاحیتیں خراب کر لی ہیں۔ جس سے ہمیں یہ کام مشکل معلوم ہونے لگا ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر ایک شخص مہینوں بستر پر پڑا رہے اور چلنا پھرنا موقوف کر دے تو رفتہ رفتہ اس کے چلنے کی صلاحیت ختم ہو جائے گی۔ اب اگر وہ اٹھ کر چلنے کی کوشش کرے گا تو اسے چلنا بہت مشکل معلوم ہوگا۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ چلنا فی نفسہ مشکل تھا۔ ظاہر ہے کہ نہیں۔ چلنا تو پہلے بھی آسان تھا۔ اب بھی آسان ہے۔ لیکن اس شخص نے اپنی صلاحیتیں اس طرح ضائع کر دیں کہ اسے اتنا آسان کام بھی مشکل معلوم ہونے لگا۔

دین کو آسان کرنے کی عملی تدبیر

بس اسی طرح دین تو آسان ہی ہے۔ لیکن نفسانی اور شیطانی اثرات اور ماحول کے آگے سپر ڈال کر ہم نے اپنی صلاحیتیں ایسی ضائع کر دیں کہ اس دین فطرت پر عمل کرنا بھی مشکل معلوم ہونے لگا۔ لہٰذا دین کے مشکل ہونے کی غلط فہمی تو رفع ہو جانی چاہئے۔ البتہ پھر سوال ہو سکتا ہے کہ ہم نے اپنی صلاحیتیں خراب کر کے ہی سہی دین پر عمل کو خود مشکل بنا لیا ہے۔ تو اب اس مشکل کو آسان کرنے کی کیا تدبیر ہے؟۔

اس کا جواب یہ ہے اور وہی اصل سوال کا عملی جواب بھی ہے کہ خود اپنی پیدا کردہ اس مشکل کا حل بھی اسی دین فطرت میں موجود ہے اور وہ حل نہایت آسان ہے اور اس حل کو تلاش کرنے کے لئے کہیں بہت دور جانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے وہ حل اپنے کلام کے بالکل شروع ہی میں بیان فرمادیا ہے اور وہ حل ہے: ''ایاک نعبد وایاك نستعين ۰ اهدنا الصراط المستقيم ۰ '' ترجمہ:......''ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور

آپ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت فرمادیجئے۔“

مطلب یہ ہے کہ اگر اپنی نفسانی خواہشات‘ شیطانی اثرات اور ماحول کے محرکات سے مغلوب ہوتو اس غلبے سے نجات پانے کے لئے اسی مالک بے نیاز سے کیوں رجوع نہیں کرتے۔ جو ان تمام نفسانی خواہشات‘ تمام شیطانی اثرات اور سارے ماحول کے خالق ہیں۔ جو تمہارے اور تمہاری صلاحیتوں کے بھی خالق ہیں۔ اور جن کی قدرت کاملہ کے آگے ممکن اور ناممکن کے الفاظ بے معنی ہیں۔ اگر اپنے آپ کو ماحول سے‘ معاشرے سے اور خود اپنے نفس سے مغلوب محسوس کرتے ہیں تو انہی سے کہو یا اللہ! آپ کا دین دین فطرت ہے۔ دنیا و آخرت کی تمام ترسعادتیں اسی میں ہیں۔ لیکن میں اپنی صلاحیتوں کو خود برباد کر چکا ہوں۔ نفس مجھے اس طرح ورغلاتا ہے۔ شیطان اس طرح بہکاتا ہے۔ ماحول کے اثرات اس طرح مجھ پر مسلط ہیں۔ لیکن آپ ان تمام چیزوں کے خالق ہیں۔ آپ اپنے فضل و کرم سے اس غلبے کو ختم فرمادیجئے۔ میرے اندر ان محرکات سے جو مرعوبیت ہے اس کو دور فرما کر ہمت اور حوصلہ پیدا فرمادیجئے۔ مجھ میں صلاحیت نہیں ہے تو صلاحیت کے خالق بھی تو آپ ہیں۔ صلاحیت عطا فرمادیجئے۔ ہمت نہیں ہے تو ہمت دینے والے بھی آپ ہیں۔ ہمت عطا فرمادیجئے۔ آپ کی قدرت کاملہ کے آگے یہ سارے شیطانی اثرات ہیچ در ہیچ ہیں۔ مجھ سے ان کے تسلط کو زائل فرمادیجئے۔ اور اپنے محبوب نبی رحمۃ للعالمین ﷺ کے احکام آپ ﷺ کی تعلیمات اور سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادیجئے۔

اپنا یہ سارا ماجرا دنیا بھر کو سناتے پھرنے کے بجائے انہی کو سناؤ جو اس ساری کائنات کے خالق ہیں اور جو ایک لمحے میں سب کچھ بدل دینے پر قادر ہیں۔ اگر ایک دم سے دین کے تمام احکام پر عمل کرنے کی ہمت نہیں پاتے تو اپنی اس عاجزی اور درماندگی کو انہی کے دربار میں کیوں پیش نہیں کرتے؟۔ روزانہ تھوڑی دیر یکسو ہو کر بیٹھو۔ اپنے حالات کا یہ سارا کچا چٹھا اللہ تعالیٰ کو سناؤ۔ اور دل سے مانگو کہ یا اللہ ان حالات کو تبدیل کردیجئے۔ چالیس دن تک یہ کام کر کے دیکھو۔ کیا سے کیا ہوتا ہے؟۔

بتاؤ کہ کیا اس کام میں بھی کوئی دشواری ہے؟۔ اس میں بھی کوئی مشکل ہے؟۔ یہ وہ آسان ترین تدبیر ہے جس سے زیادہ آسان کوئی اور تدبیر نہیں ہوسکتی۔ اگر اس تدبیر پر بھی کوئی عمل نہ کرے تو اسے پھر دین پر عمل کرنے کی مشکلات کا عذر کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے؟۔

ذرا تصور کرو کہ میدان حشر قائم ہے۔ لوگوں کے اعمال نامے کھلے ہوئے ہیں۔ جزا و سزا کا مرحلہ درپیش ہے۔ تم سے سوال ہوتا ہے کہ تم نے دنیا میں فلاں فلاں اوامر و نواہی کے مطابق کیوں عمل نہیں کیا؟۔ تم جواب دیتے ہو کہ یا اللہ! میں جس زمانے اور جس ماحول میں پیدا ہوا تھا وہ شر اور فساد سے بھرا ہوا تھا۔ اس میں آپ کے دین پر چلنے میں قدم قدم پر رکاوٹیں تھیں۔ گھر کے ایک ایک فرد سے لے کر ملک اور معاشرے تک سب مجھے بھٹکانے پر لگے ہوئے تھے۔ شر و فساد کے اتنے سارے محرکات کے مقابلے میں‘ میں تنہا تھا۔ میرے اندر ان کی مدافعت کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے میں مغلوب ہوگیا۔ تم سمجھتے ہو کہ تمہارا یہ جواب کافی ہوگیا۔ لیکن کیا اس کے جواب میں یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ اگر تم

ان سارے محرکات کے آگے مغلوب تھے تو تم نے ہم سے کیوں مدد نہیں مانگی؟۔ کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ تمہاری طرح معاذ اللہ ہماری قدرت کاملہ بھی ان شیطانی طاقتوں کے اثرات کو تم سے ختم نہیں کر سکے گی۔ ہم نے اپنے محبوب نبی ﷺ کے ذریعے تم تک اپنا کلام پہنچایا تھا۔ یہ کلام جگہ جگہ ان ارشادات سے بھرا ہوا ہے کہ

’’ان اللہ بکل شئی قدیر ۰ ‘‘ترجمہ:......’’بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘:

’’ان اللہ بکل شئی محیط ۰ ‘‘ترجمہ:......’’بے شک اللہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔‘‘

یہ اعلانات آخر کس لئے تھے؟۔ اسی لئے تو تھے کہ تم ان کا واسطہ دے کر اپنی مشکلات ہمارے سامنے پیش کرو۔ ہم نے تو اپنے کلام کے آغاز ہی میں تمہیں یہ گر سکھا دیا تھا کہ جب بھی تمہیں مغلوبیت محسوس ہو۔ جب بھی اپنے آپ کو بے آسرا پاؤ تو فوراً ہمارے پاس آجاؤ۔ ہم سے رجوع کرو۔ ہم نے تو رجوع کرنے کا طریقہ بھی تمہیں بتا دیا تھا۔ تمہاری اپنی طرف سے الفاظ بنا کر تمہیں سکھا دیئے تھے کہ:’’ایاک نعبد وایاک نستعین ۰ اھدنا الصراط المستقیم ۰ ‘‘تم نے اس بے پایاں رحمت کی کیا قدر کی؟۔ کتنی مرتبہ سچے دل سے ہماری طرف رجوع کیا؟۔ کب ہم سے کہا کہ تم واقعی نفس و شیطان کے غلبے سے نجات پانا چاہتے ہو؟۔ اگر نہیں کہا تو بتاؤ؟۔ تمہارے پاس کیا عذر ہے؟۔ سوچئے کہ اگر میدان حشر میں ہم سے یہ سوال ہو تو اس کا ہمارے پاس کیا جواب ہو سکتا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ ابھی سوال و جواب کا یہ مرحلہ پیش نہیں آیا۔ ابھی مہلت ملی ہوئی ہے۔ اور ہاتھ پاؤں‘ آنکھ‘ کان‘ ناک‘ زبان کام کر رہے ہیں۔ لیکن:’’تم آج ہوا سمجھو جو روز جزا ہوگا‘‘

اللہ پاک سے توفیق مانگنے کا آسان نسخہ

اس وقت کو غنیمت جانو اور روز جزا کے اس سوال کو متحضر کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جاؤ۔ روزانہ تھوڑا سا وقت‘ دس منٹ‘ پندرہ منٹ دوسرے کام دھندوں سے ذہن کو فارغ کر کے بیٹھ جاؤ۔ اور اس میں اپنی ساری مشکلات اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرو۔ دل سے متحضر کر کے کہو:’’یا ارحم الراحمین ۰ یا مالک یوم الدین ۰ ایاک نعبد وایاک نستعین ۰ اھدنا الصراط المستقیم ۰ ‘‘اور پھر جو کچھ دشواریاں عملی زندگی میں پیش آتی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے حضور بیان کرو۔ اور انہی کی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ کا واسطہ دے کر دعا مانگو کہ یا اللہ! ان تمام مشکلات کو آسان فرما دیجئے۔ یہ کام کچھ دن پابندی سے کرو۔ پھر دیکھو۔ کیا مشکل باقی رہتی ہے؟۔

عام طور سے لوگ اسے آسان سمجھ کر ٹالتے رہتے ہیں۔ سوچتے ہیں کہ گر تو بہت اچھا معلوم ہو گیا کل سے اس پر عمل کریں گے۔ کل کو پھر یہی سوچتے ہیں کہ آئندہ کل سے کریں گے۔ یہاں تک کہ عملاً یہ کل کبھی نہیں آتی۔ لہٰذا علاج یہ ہے کہ جب یہ گراں قدر نسخہ آ گیا تو اسے کل تک مت ٹالو۔ خدا جانے کل تک زندگی ہے کہ نہیں۔ زندگی ہے تو موقع ہے کہ نہیں۔ موقع ہے تو جذبہ ہے کہ نہیں۔ جو اس وقت محسوس ہو رہا ہے۔ اس لئے ٹالنے کے بجائے آج ہی شروع کر دو۔ اور پابندی سے شروع کر دو۔ انشاء اللہ! ضرور نفع ہوگا۔

مقالہ خصوصی

صاحبزادہ طارق محمود

عزت سادات بھی گئی

دینی مدارس پر ایلٹ فورس اور پولیس کے چھاپے روزہ مرہ کا معمول بن گئے ہیں۔ گزشتہ دنوں لاہور میں سبزہ زار کے علاقہ میں واقع بچیوں کے مدرسے پر چھاپہ مار کر روپوش دہشت گرد پکڑنے کی آڑ میں طالبات اور معلمات کی بے حرمتی کا ارتکاب کیا گیا۔ اس واقعہ کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ مدرسہ کے بانی اور ملک کی معروف دینی علمی، روحانی شخصیت محترم سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ کو ریاستی جبر کے تحت حبس بے جا میں رکھا گیا۔ ان کے ساتھ روا رکھے گئے سلوک کے خلاف صدائے بازگشت پارلیمنٹ کی سطح پر سنائی دی گئی۔ ایلٹ فورس اور پولیس کی بھاری نفری نے دن دھاڑے متعلقہ مدرسے کا محاصرہ کیا اور انتظامیہ کو تلاشی دینے پر مجبور کیا کہ دہشت گرد طالبات کے درمیان موجود ہے۔ اسلام کی غیور بیٹیوں نے پولیس افسران کو دوٹوک جواب دیا کہ وہ مرتو سکتی ہیں۔ حجاب تو ڑ سکتی ہیں نہ نقاب الٹ سکتی ہیں۔ بعد ازاں زنانہ پولیس طلب کی گئی۔ بسیار تلاش کے باوجود کچھ حاصل نہ ہوا تو پولیس نے 85 سالہ بیمار سید کو تھانہ لے جا کر معرکہ سر کرنے میں فخر محسوس کیا۔ چھاپہ سے پہلے یہ تکلیف ہی گوارا نہ کی گئی کہ زنانہ پولیس کو ساتھ رکھا جاتا۔ دینی مذہبی حلقوں نے اس واقعہ پر شدید احتجاج اور اضطراب کا اظہار کیا ہے۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی سے فون پر احتجاج کیا تو انہوں نے اس واقعہ سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے مولانا موصوف کو واقعہ کی تحقیقات کروانے اور متعلقہ افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا جو وعدہ کیا وہ ابھی تک ایفا نہیں ہوسکا۔

سید نفیس شاہ صاحب کے خلاف پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کا یہ دوسرا بڑا کارنامہ ہے۔ کچھ مدت پہلے جامعہ مدنیہ راوی روڈ کے متصل واقع شاہ صاحب کی خانقاہ اور مدرسہ پر بھی چھاپہ مارا گیا تھا۔ انہیں ایک تصویر دکھا کر یہ الزام عائد کیا گیا کہ احسان نامی دہشت گرد کا آپ کے ہاں آنا جانا ہے۔ اور ہمیں یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ آپ کے ہاں پناہ گزیں ہے۔ شاہ صاحب نے نام اور شکل دونوں حوالوں سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر حضرت شاہ صاحب سے آمد خرچ اور ذریعہ معاش کے حوالے سے تفتیش ہوتی رہی کہ کہیں سے اس بات کا سرا ملے کہ شاہ صاحب مالی معاونت کرنے کروانے میں تو ملوث نہیں ہیں۔ تحقیقات کرنے والوں نے اس بات کو بھی پس پشت ڈال دیا کہ بچیوں کے مدرسے میں کسی غیر مرد کی آمد و رفت شرعی ضابطوں اور اخلاقی تقاضوں کے کس قدر منافی ہے؟۔

سید نفیس شاہ صاحب کی ذات خطاطی کی دنیا کے علاوہ دینی، مذہبی، علمی اور روحانی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ حضرت شاہ صاحب گمنام نہیں۔ انہیں صاحب طرز نعت گو شاعر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ایک مدت سے

اکثر و بیشتر محافل حمد و نعت میں حضرت شاہ صاحب کا نعتیہ کلام پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ خوش نویسی کے میدان میں انہیں بین الاقوامی شہرت حاصل ہے۔ ملک بھر کے مختلف شہروں کی مساجد' مدارس' خانقاہوں' تعلیمی اداروں' تاریخی عمارتوں میں نصب شدہ کتبے شاہ صاحب کی رقم کردہ فنی عظمت کے شاہکار ہیں۔ شاہ صاحب کی اصل شہرت اور شناخت ان آیات قرآنی کی خطاطی ہے جنہیں فن پاروں کی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمانوں کا شاید ہی کوئی ایسا گھر ہو جس میں کیلنڈر' فریم شدہ قطعہ' درود پاک' اقبال کے اشعار کی صورت میں سید نفیس شاہ صاحب کے ہاتھوں کا جادو نہ بول رہا ہو۔ حضرت شاہ صاحب کی شخصی عظمت و رفعت' ذاتی اقبال اور فنی کمال کی سربلندی اور سرفرازی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں ان کی یادوں کے چراغ روشن رہیں گے۔ بیرونی دنیا میں مسلم ممالک بالخصوص سعودی حکومت نے ان کی حسن کتابت اور فنی مہارت کے حوالے سے ان کی خدمات حاصل کیے رکھیں۔ اندرونی و بیرونی ملک ہزاروں شاگردوں نے سید نفیس شاہ صاحب سے فیض پایا۔ ملک کے بے شمار دینی' مذہبی' علمی' ادبی' رسائل' جرائد اور اخبارات کی پیشانیوں پر جگمگانے والے ان کے نام حضرت شاہ صاحب کے دست قلم کے شاہکار ہیں۔ گھربار تو اپنی جگہ کسی شہر خموشاں یعنی قبرستان میں چلے جائیں تو لوح مزار پر لگے کتبے بھی سید نفیس شاہ صاحب کی فنی عظمت کی یاد دلاتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ حضرت شاہ صاحب کی گرفتاری کا حکم دینے والے اعلیٰ حکام یا مشیران کرام کے مغفرلہ ہونے والے بزرگوں یا والدین کی قبروں کے کتبے اسی بزرگ کے ہاتھوں کے تحریر کردہ ہوں جنہیں تھانے میں بٹھا کر تفتیش کی جا رہی ہے۔

سید نفیس الحسینی شاہ صاحب بیماری' بڑھاپے اور نقاہت کے باعث اپنے خطاطی فن سے عملاً دست کش ہوئے۔ ایک مدت سے گوشہ نشین ہو کر یاد اللہ میں گزر بسر کر رہے ہیں۔ بزرگ روحانی شخصیت کے طور پر ان کے شب و روز انسانوں کے تزکیہ نفس' اصلاح اعمال' فلاح دارین' آخرت کی یاد دہانی اور اس کی تیاری میں گزرتے ہیں۔ سید نفیس شاہ صاحب کا کسی جہادی تنظیم سے واسطہ نہیں اور نہ ہی ان کی کسی سیاسی جماعت سے وابستگی ہے۔ خانقاہی نظام سے وابستہ لوگ دہشت پسند نہیں خدا پسند ہوا کرتے ہیں۔ نظام خانقاہی تعمیر کا نظام ہے۔ تخریب کا نہیں۔ یہ نظام ان باتوں کا متحمل ہی نہیں۔ گمراہ اور بھٹکے لوگوں کو راہ راست پر لانے والے خود نہیں بھٹکا کرتے۔ نفوس کو پاک کرنے والے خود کسی آلودگی میں مبتلا نہیں ہوتے۔ جن لوگوں کا پیشہ طہارت قلبی ہو' کاروبار یاد الٰہی ہو' سرمایہ عشق رسالت ہو' نصب العین رضائے الٰہی ہو اور فکر و نظر کا حاصل آخرت کی کامیابی ہو وہ دہشت گرد یا دہشت پسند نہیں ہوتے۔ جو لوگ حضرت شاہ صاحب کو جانتے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ سید نفیس شاہ صاحب کا شمار بلاشبہ اہل اللہ میں ہوتا ہے۔ اس گئے گزرے دور میں ان کا وجود غنیمت ہے۔ حکمران اعلیٰ اور حکام بالا کو کسی بھی شخصیت پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے ذاتی معلومات کا خاکہ ضرور حاصل کر لینا چاہئے۔ شاہ صاحب صوفی ہیں۔ مسلح نہیں اہل مصلےٰ ہیں۔ دینی سیاسی رہنماؤں نے سچ کہا ہے کہ اگر شاہ صاحب جیسے بزرگ محفوظ نہیں تو اس ملک میں کوئی شہری بھی محفوظ نہیں۔

سید نفیس شاہ صاحب کے مدرسہ اور خانقاہ کو فتح کرنے کا واقعہ رات کی تاریکی میں نہیں دن کے اجالے

بقیہ صفحہ 28 پر

محمد طفیل قاسمی

محرم الحرام کی یادیں

محرم الحرام کی ہواؤں کے جھونکے ایمانی تپش کو تسلی بخش سکون دے رہے ہیں۔ یہ ماہ مبارک جب بھی آتا ہے ماضی کی بہت سی تلخ وشیریں یادیں تازہ ہوجاتی ہیں۔ جس میں خاص طور پر قابل ذکر صدیوں پہلے پیش آنے والے صبر واستقامت‘ عزم واستقلال‘ اولوالعزمی ودلیری‘ شجاعت وپامردی اور ہمت وبہادری سے لبریز دو داستانیں ہیں۔ ایک یکم محرم الحرام کو پیش آنے والا جب عدل کا تابندہ آفتاب غروب ہوچکا تھا۔ ایسا عدل جس کے اپنے وپرائے یکساں قائل تھے۔ جس عدل کے مالک کو دجلہ وفرات کے کنارے بھوکے کتے کی بھی فکر لگی رہتی تھی۔ اس عادل کی شہادت نے پوری امت مسلمہ کو خون کے آنسو رلایا۔ اور دوسرا دس محرم الحرام کو پیش آنے والا ایمان افروز اور جانگداز واقعہ جو میدان کربلا میں معرکہ آرائی کے دوران اس وقت پیش آیا جب اللہ رب العزت اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں نے خاندان نبوت کے چشم وچراغ‘ نواسہ رسول‘ حضرت علیؓ کے نور نظر‘ حضرت فاطمہؓ کے لخت جگر سیدنا حسینؓ اور آپ کے رفقاء واحباب اور اعزاء واقارب کو نہایت بے دردی وبے رحمی کے ساتھ شہید کردیا۔

شیر رسول اور نواسہ رسول کی شہادت عالم اسلام کے لاکھوں شہداء کی یاد دلاتی ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ اسلام ایک ایسا درخت ہے جس کی آبیاری ہر دور میں خون وپسینے سے ہوئی ہے۔ دفاعی جہاد ہو یا اقدامی‘ فتنہ ارتداد کا سدباب ہو یا کسی باطل سے ٹکراؤ۔ ختم نبوت پہ جان وارکرنا ہو یا ناموس صحابہ کرامؓ کے لئے کوشش‘ ہر موڑ پر خون ہی دینا پڑا ہے۔ بغیر خون دیئے کوئی بھی مشن پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا۔

اسی مہینے کے اندر عالم اسلام کو ایک عظیم صدمہ سہنا پڑا۔ یعنی حضرت حسینؓ کی مظلومانہ شہادت۔ آپ ۵ شعبان ۴ ہجری کو پیدا ہوئے۔ آپ حضرت حسن سے کچھ چھوٹے تھے۔ حضور اقدس ﷺ کو ان دونوں سے یکساں محبت تھی۔ اس محبت پہ شاید ترمذی کی وہ حدیث جس میں حضور ﷺ نے فرمایا:

’’الحسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب الحسین‘‘ ترجمہ:...... ’’حسینؓ مجھ سے اور میں حسینؓ سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے گا جو حسینؓ سے محبت کرے گا۔‘‘ (ترمذی باب مناقب الحسن والحسین)

۱۱ ہجری میں رسول اللہ اس دنیا سے رحلت فرماگئے تو اس کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہؓ بھی وفات پاگئیں۔ یہ دونوں حادثے اہل بیتؓ کے لئے انتہائی سخت تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر سے زیادہ وظیفہ حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ کے لئے قائم کیا۔ جس کی مقدار پانچ ہزار درہم تھی۔ ایرانی فتح کے بعد مال غنیمت میں دوشہزادیاں آئیں۔ جن میں حضرت عمرؓ نے ایک حضرت حسینؓ کو دی جس کا نام شہربانو تھا۔ اسی کے بطن سے امام زین

العابدین ۳۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ۴۰ ہجری میں جب حضرت علیؓ وفات پاگئے تو حضرت حسینؓ اہل بیت سمیت کوفہ سے مدینہ تشریف لے آئے۔

آپ ابتدائی عمر سے اصلاح وتعلیم کی طرف رجحان رکھتے تھے۔ اکابر صحابہ کرامؓ اور مدینہ کے اہل علم حضرات سے مسائل سیکھتے۔ قرآن مجید کے مطالب اور حضورﷺ کی احادیث بیان فرماتے۔ بکثرت نوافل پڑھتے۔ تہجد پڑھنا معمول تھا۔ روزے کی ایک عادت سی تھی۔ سادہ غذا استعمال کرتے۔ عبادت وریاضت میں بہت آگے تھے۔ آپ نے پچیس حج کئے۔

سیدنا امیر معاویہؓ کے انتقال کے بعد آپ کا بیٹا یزید تخت نشین ہوا۔ لیکن سیدنا حسینؓ ، عبداللہ بن زبیرؓ ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمن بن ابوبکرؓ اس بیعت پر راضی نہ تھے۔ چنانچہ تخت نشینی کے بعد یزید نے مدینہ کے والی ولید بن عقبہ کے ذریعے بیعت کا پیغام بھیجا۔ ولید نے حضرت حسینؓ کو حضرت معاویہؓ کی وفات کی خبر دی۔ آپ نے انا للہ پڑھی۔ اور امیر معاویہؓ کے لئے دعائے خیر کی۔ پھر فرمایا کہ میرے جیسا آدمی چھپ کے بیعت نہیں کرسکتا۔ اور نہ میرے لئے یہ مناسب ہے۔ جب عام لوگوں کو بلاؤ گے تو میں بھی آجاؤں گا۔ ولید ایک امن پسند اور نیک انسان تھا۔ وہ راضی ہوگیا اور آپ واپس لوٹ آئے۔

عراقیوں نے آپ کی طرف بے شمار خطوط بھیجے۔ ان کا رجحان آپ کی طرف تھا۔ آپ کشمکش میں مبتلا ہوگئے۔

پھر آپ نے محمد بن حنیفہ کے مشورے پر ۶ شعبان ۶۰ ہجری کو مع اہل وعیال کے مکہ کی طرف قصد فرمایا۔ اور دار عباس میں قیام فرمایا۔ مکہ میں بھی عراقیوں کے بلاوے آتے رہے۔ مدینہ میں موجود اکابر صحابہ کرامؓ نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا تھا۔ یہاں مکہ میں بھی آپ کو یہی رائے ملی۔ دوسری طرف عراقیوں کا زبردست مطالبہ جاری رہا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور ہر ممکن مدد کے لئے تیار ہیں۔ حتیٰ کہ عمائدین کوفہ خود آکر ملے۔ آپ نے تحقیقات کے لئے چچیرے بھائی مسلم بن عقیلؓ کو کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ مسلم بن عقیلؓ کوفہ پہنچے تو وہاں کے والی نعمان بن بشیر نے آپ پر کوئی سختی نہ کی۔ یزید نے کوفہ کا والی بدل دیا اور عبیداللہ بن زیاد والئی بصرہ کو کوفہ کی نگرانی بھی حوالے کردی۔ یہ سخت گیر موقف رکھنے والا ایک منتظم قسم کا آدمی تھا۔ ادھر مسلم بن عقیلؓ کے پاس اٹھارہ ہزار افراد نے آکر بیعت کی۔ جب عبیداللہ بن زیاد نے آپ کو ڈھونڈ نکالنے کے لئے انعام واکرام کی لالچیں دیں اور لوگوں کو ڈرایا دھمکایا تو آپ جو ہانی بن عروہ کے گھر میں مقیم تھے۔ وہاں سے ان اٹھارہ ہزار افراد کو لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ اور دارالامارہ پر دھاوا بول دیا۔ عبیداللہ بن زیادہ کے پاس اس وقت پچاس اشراف کوفہ موجود تھے۔ اس نے انعام واکرام کی چال چلا کر ان اشراف کوفہ سے کہا کہ اپنے اپنے قبیلے کے لوگوں کو واپس کردو۔ لہٰذا وہی ہوا جس کا ڈر تھا کہ وفاداری کے بلند وبانگ دعوے کرنے والے آپ کو علیحدہ چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرگئے۔ صرف تیس جانثار آپ کے ساتھ باقی رہے۔

آپ بیعت لینے کے بعد حضرت حسینؓ کی طرف ایک خط بھیج چکے تھے کہ آجاؤ کوفی بیعت کررہے ہیں۔ لیکن یہ بدلتا ہوا منظر دیکھ کر آپ کافی پریشان ہوئے۔ آپ کا بعد میں مقابلہ ہوا۔ جس میں پہلے آپ محمد بن اشعث کے ہاتھوں

گرفتار ہوئے اور پھر شہید کر دیئے گئے۔لیکن محمد بن اشعث جوان کے لئے بیگانہ نہ تھا۔ یہ پیغام دے گئے کہ حضرت حسینؓ کو کہلا بھیجو کہ کوفیوں نے میرے ساتھ غداری کی ہے اور خبر دار ادھر کا رخ نہ کرنا۔

حضرت حسینؓ کو جب مسلم بن عقیلؓ کا پہلا خط ملا تو آپ روانہ ہو چکے تھے۔راستے میں آپ کو مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی خبر اور دوسرا پیغام ملا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے خطاب کیا کہ ہمارے حامیوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا جو شخص خوشی سے واپس ہونا چاہے چلا جائے۔اس پر کوئی سختی نہیں۔ یہ سن کر عوام کا وہ ہجوم چھٹنے لگا جو راستے میں ساتھ ہو گیا تھا اور صرف بہتر جانثار رہ گئے۔بعض روایات میں یہ ہے کہ آپ نے یہاں سے واپسی کا ارادہ فرمایا کہ مسلمؓ کے بھائیوں نے کہا کہ اب یا تو ہم اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لیں گے یا خود جان دے دیں گے۔لہٰذا آپ بھی ان کی خاطر رک رہے۔واللہ اعلم!

نینویٰ میں حر بن یزید کو ابن زیاد کا حکم ملا کہ حسینؓ کو ایسے چٹیل میدان میں اتار دو جہاں پانی اور اوٹ نہ ہو۔ حر بن یزید نے یہ حکم تو سنایا لیکن تعمیل پر اصرار نہیں کیا۔۲محرام الحرام ۶۱ ہجری کو آپ نے کربلا میں قافلہ اتارا۔۳محرم الحرام کو سعد بن عمر چار ہزار آدمیوں کے ساتھ کربلا پہنچ گئے۔عمر بن سعد حکومت کی لالچ میں حضرت حسینؓ کے مقابلے میں اتر آئے تھے۔لیکن تلوار اٹھانے کی ہمت نہ تھی۔اس نے حضرت حسینؓ سے بیعت لینے کی کوشش کی۔لیکن ناکام رہا۔بالآخر ۷محرم الحرام کو اس نے فرات پر پہرا بیٹھا دیا۔لیکن حضرت عباس بن علیؓ چند ساتھیوں کو لے کر زبردستی فرات سے پانی لے آئے۔سعد بن عمر نے محرم الحرام کی ۹ تاریخ کو حضرت حسینؓ کے ساتھ گفتگو کی۔جس میں حضرت حسینؓ نے کچھ شرائط رکھیں جنہیں منظور نہیں کیا گیا۔اس کو دیکھ کر حر بن یزید بھی حضرت حسینؓ کی طرف آ گئے۔

الختصر کہ مصالحت کی صورت نہ نکلی۔حضرت حسینؓ نے اہل بیتؓ کے خیموں کی حفاظت کے انتظامات کئے۔عمر بن سعد نے فوج شمر بن ذوالجوشن اور حصین کے حوالے کی اور جنگ شروع ہو گئی۔۷۲ جانثاروں کا علم حضرت عباس بن علیؓ کے پاس تھا۔دوسری طرف چار ہزار کا لشکر تھا۔آپ مسلسل بہادری و جانثاری کے ساتھ لڑتے رہے۔۱۰محرم الحرام ۶۱ ہجری کو حضرت حسینؓ سنان بن انس کے ہاتھوں شہید ہوئے۔اس جنگ میں ۷۲ آدمی شریک تھے۔جن میں ۲۰ خاندان نبوت کے چشم و چراغ تھے۔

بقیہ: عزت سادات

میں سرانجام دیا گیا۔وزیر اعلیٰ پنجاب کا اعتراف ریکارڈ پر ہے کہ وہ اس واقعہ سے بے خبر رہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ وزیروں کی فوجیں اور مشیروں کی موجیں اس بحر حکومت میں کس مقصد کے لئے ادھر سے ادھر تیر رہی ہیں؟۔آخر یہ فوج ظفر موج کی مخلوق کیا خدمت سرانجام دے رہی ہے؟۔صوبائی دارالحکومت میں مسلمان بچیوں کی درس گاہ اور اس کے بزرگ بانی کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا وزیر اعلیٰ کو علم نہ ہونا ان کے تنخواہ دار مشیروں کی نا فرض شناسی اور غفلت شعاری کا بین ثبوت ہے۔اگر یہ مشیر اعزازی ہیں اور تنخواہ دار نہیں تو حکومت کو جان لینا چاہئے کہ وہ حکومت کے خیر خواہ نہیں۔یقیناً اس حکومت کی ناؤ کو ڈبو دینا چاہتے ہیں۔اس افسوسناک واقعہ پر جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔سیاست دان تو معتوب تھے۔سائنس دان معتوب ٹھہرے۔علماء قابل گردن زدنی۔ایک صوفیاء کا گروہ تھا۔ اس ظلمت شب میں وہ بھی نہ بچ سکا۔کبھی لوگ جھک کر سادات کو ملتے تھے۔ان کی عزت و توقیر تھی۔اب تو وہ عزت سادات بھی گئی۔

قسط نمبر 3

فتنہ قادیانیت کا استیصال اور......

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ

تلخیص: مولانا قاضی احسان احمد

مقدمہ بہاول پور

تردید قادیانیت کے ذیل میں حضرت کا وہ تاریخی بیان بھی خاص اہمیت رکھتا ہے جو آپ نے ریاست بہاول پور کی عدالت میں ایک مقدمہ میں دیا۔ آپ کا یہ معرکتہ الآراء بیان قادیانیت پر سیر حاصل تبصرہ اور مرزا قادیانی کے کفر پر برہان قاطع ہے۔ اس میں وفور علمی کا مظاہرہ، بے پناہ معلومات کا اظہار اور ہر دعوے پر قطعی دلائل کا انبار ہے جس سے مرزا قادیانی کی باطل نبوت ہباء منثورا ہوگئی۔ یہ بیان اب نایاب ہے۔ خود راقم السطور کو بھی بڑی مشکل سے دستیاب ہوا ہے۔ اس لئے اس علمی یادگار کو محفوظ کرنے کے لئے اس سوانح کے کچھ صفحات صرف کر دیئے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بیانات کے سرورق کا عنوان ''بیانات علماء ربانی برارتداد فرقہ قادیانی'' ہے۔ اس مجموعہ کی کل ضخامت ایک سو اٹھتر صفحات ہے۔ جس میں علماء کے بیانات شریک طباعت کئے گئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا بیان صفحہ ایک سو ایک سے تا صفحہ ایک سو بیالیس ہے۔ گویا کہ کل اکتالیس صفحات کا بیان کتابی سائز پر ہے۔ ہم سب سے پہلے بیانات مولانا ابوالعباس محمد صادق نعمانی کا وہ دیباچہ نقل کرتے ہیں جس سے مقدمہ بہاول پور کی تاریخ اور اس کا پس منظر واضح ہوتا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں:

''ریاست بہاول پور پنجاب میں ایک اسلامی ریاست ہے اور اعلیٰ حضرت تاجدار عباسی خلد اللہ اقبالہ وملکہ کا آئین ہے۔ اس میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہوکر مرتد ہوگیا۔ اس کی منکوحہ مسماۃ غلام عائشہ نے سن بلوغ کو پہنچ کر ۲۴/ جولائی ۱۹۲۶ء کو فسخ نکاح کا دعویٰ کیا اور مقدمہ ۱۹۳۱ء تک ایک دفعہ انتہائی مراحل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء میں ریاست کی عدالت اعلیٰ یعنی دربار معلّٰی سے ابتدائی حیثیت میں ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاول پور کی عدالت میں بغرض تحقیق شرعی واپس ہوا۔ مدعیہ کی طرف سے ہندوستان کے مشہور اکابر علماء کی شہادتیں پیش ہوئیں اور مدعا علیہ کی جانب سے ان شہادتوں کی تردید پر پوری کوشش صرف کردی گئی۔ آخرے/فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔''

گویا کہ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کی وفات کے ٹھیک تین سال بعد یہ فیصلہ ہوا۔ آپ کو تردید قادیانیت میں جو دلچسپی تھی اسی کی بنا پر آپ نے اپنے بعض تلامذہ کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر میری وفات ہوجائے اور اس مقدمہ میں مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کو کافر تسلیم کرلیا جائے تو فیصلہ کی اطلاع میری روح کی تسکین کی خاطر میری قبر پر آ کر دی جائے۔

اس وصیت کا ایک ایک لفظ اس جذبہ ایمانی کی نشاندہی کرتا ہے جو قادیانیت کے فتنہ کے مقابلہ میں موصوف کو بے چین کئے ہوئے تھا۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کا بیان اس مجموعہ میں ''البیان الازہر'' کے نام سے ہے۔ تمہید میں جامع نے لکھا ہے:

''شیخ الاسلام والمسلمین اسوۃ السلف قدوۃ الخلف حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری قدس اللہ اسرارہم کی بلند ہستی کسی تعارف وتوصیف کی محتاج نہیں۔ آپ کو مرزائی فتنہ کی تردید اور استیصال کی طرف خاص توجہ تھی۔ جب حضرت شیخ الجامعہ صاحب کا خط حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں دیوبند پہنچا تو حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ ڈابھیل تشریف لے جانے کا ارادہ فرما چکے تھے اور سامان سفر بندھ چکا تھا۔ مگر مقدمہ کی اہمیت کو ملحوظ فرما کر ڈابھیل کا سفر ملتوی فرمایا اور ۱۹/اگست ۱۹۳۲ء کو بہاولپور کی سرزمین کو اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا۔''

موصوف اس سفر کو اپنے لئے ذخیرہ آخرت سمجھتے تھے۔ چنانچہ حسب روایت مولانا محمد انوری لائل پوری جو اس سفر میں رفیق تھے بہاولپور پہنچنے کے بعد جمعہ آپ نے بہاولپور کی جامع مسجد میں پڑھا اور نماز کے بعد ہزار ہا مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

''میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ میں نیم جاں تھا اور ساتھ ہی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ڈابھیل کے لئے پابہ رکاب تھا کہ اچانک شیخ الجامعہ کا مکتوب مجھے ملا جس میں بہاولپور آکر مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے لکھا گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ میرے پاس کوئی زاد آخرت تو ہے نہیں۔ شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ محمد ﷺ کے دین کا جانب دار بن کر یہاں آیا ہوں۔''

یہ سن کر مجمع بے قرار ہوگیا۔ ایک شاگرد مولانا عبدالحنان ہزاروی آہ وبکا کرتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور مجمع سے بولے کہ اگر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت متوقع ہوگی؟۔ اس کے علاوہ کچھ اور بلند کلمات حضرت شاہ صاحبؒ کی تعریف وتوصیف میں عرض کئے۔ جب وہ بیٹھ گئے تو پھر مجمع کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

''ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا۔ حالانکہ ہم پر یہ بات کھل گئی کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں۔''

ان کلمات کو سن کر مجمع وقف آہ وبکا ہوگیا۔ پنجاب اور بہاولپور میں ممدوح کے اس سفر کو غنیمت بار دہ سمجھا گیا۔ اور زائرین کا ہجوم ہر وقت رہتا۔ جامع بیانات نے بھی لکھا ہے کہ:

''ریاست بہاولپور اور ملحقہ دیہات وشہر کے علماء وزائرین اس قدر جمع ہوئے کہ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے قیام گاہ پر بعض اوقات بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔ اور زائرین مصافحہ سے مشرف نہ ہو سکتے تھے۔''

بہرحال یہ تاریخی بیان حسب روایت جامع ۲۵/اگست ۱۹۳۲ء کو حضرت شاہ صاحبؒ کا بیان شروع ہوا۔ جس وقت بیان شروع ہوا عدالت کا کمرہ امراء وروساء ریاست اور علماء سے پر تھا۔ عدالت کے بیرونی میدان میں دور

تک زائرین کا اجتماع تھا۔ باوجود یہ کہ حضرت شاہ صاحب عرصہ سے بیمار تھے اور جسم بہت ناتواں ہو چکا تھا۔ مگر متواتر پانچ دن تک تقریباً پانچ پانچ گھنٹہ یومیہ عدالت میں تشریف لاکر علم وعرفان کا دریا بہاتے رہتے اور مرزائیت کے کفر وارتداد اور دجل وفریب کے تمام پہلوؤں کو آفتاب کی طرح روشن کر دیا۔

آپ نے اپنے اس بیان میں کفر اور ایمان کی حقیقت پر جامع تبصرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

''کسی کے قول کو اس کے اعتماد پر باور کرنے اور غیب کی خبروں کو انبیاء کے اعتماد پر یقین کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔'' اور کفر........''حق ناشناسی اور انکار کا نام ہے۔''

دین محمدی ﷺ کا جناب رسول اللہ ﷺ سے ثبوت یا تو تواتر سے ہے یا خبر واحد سے۔ تواتر کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر اعظم ﷺ سے کوئی بات متصلاً پہنچی ہو اور اس میں غلطی کا کوئی امکان نہ ہو۔ تواتر کی چند صورتیں ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے کہ:

''تواتر ہمارے دین میں چار قسم پر ہے۔ حدیث من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار حدیث متواتر ہے اور تیس صحابہ سے بسند صحیح مذکور ہے۔ اس کو تواتر اسنادی کہا جاتا ہے۔ نزول مسیح کے سلسلہ میں ہمارے پاس چالیس احادیث متواتر موجود ہیں۔ ان کا انکار کفر ہے۔''

تواتر کی دوسری قسم ''تواتر طبقہ'' ہے جس میں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ایک چیز کو کس نے کس سے لیا۔ مگر اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ پچھلوں نے اگلوں سے لی تھی۔ قرآن مجید کا تواتر اسی تواتر کے ذیل میں آتا ہے۔ اس کا منکر بھی کافر ہے۔ یہ بیان فرماتے ہوئے آپ نے ایک اہم بات یہ بھی ارشاد فرمائی کہ:

''مسواک کا ثبوت بھی اوپر ذکر کردہ دونوں تواتر کے ذیل میں آتا ہے۔ اس لئے مسواک کے ترک استعمال میں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن پیغمبر ﷺ سے اس کے استعمال کے ثبوت کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح اگر کوئی یہ کہہ دے کہ ''جو'' (غلہ) حرام ہے تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ''جو'' کھائے اور امت اب تک ''جو'' کھاتی چلی آتی ہے۔ اس تواتر قطعی کا انکار بھی کفر ہوگا۔ حالانکہ ''جو'' کھانا نہ کھانا کوئی بڑی بات نہ تھی۔''

تواتر کی تیسری قسم قدر مشترک جس کی حقیقت یہ ہے کہ بہت سی حدیثیں خبر واحد کی شکل میں آئی ہوں۔ لیکن ان سب کا مضمون اور مفاد تواتر کے حد تک پہنچ گیا ہو جس کی مثال آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں کہ ان میں سے بعض متواتر ہیں اور بعض خبر آحاد لیکن ان اخبار آحاد میں ایک مضمون مشترک ملتا ہے جو قطعی ہے اس کا بھی منکر کافر ہے۔

تواتر کی چوتھی قسم تواتر توراث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک نسل نے دوسری نسل سے لیا ہو۔ مثلاً تمام امت اس علم میں مساوی طور پر شریک ہے کہ: ''خاتم الانبیا ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

اس تواتر کا انکار بھی کفر ہے۔ علامہ مرحوم نے تواتر کی ان چاروں اقسام پر تفصیل سے گفتگو کرتے ہوئے عدالت کو بتایا کہ اگر تواتر کے منکر کو کافر نہ کہا گیا تو اسلام کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے۔ بلکہ آپ نے اس پر بھی توجہ دلائی کہ متواترات میں تاویل اور ان کے مطالب کو مسخ کرنا بھی کفر ہے۔ یہ بھی بتایا کہ باطنیت اور زندقہ میں بھی متواترات

کے معنی ہی کو تبدیل کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے کہ کفر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ قولی کفر، فعلی کفر۔

فرمایا کہ کفر فعلی یہ ہے کہ کوئی شخص ساری عمر نماز پڑھتا رہے اور مدت دراز کے بعد ایک ہی بار بت کو سجدہ کرلے تو وہ کافر ہے اور تارک نماز سے بھی بدتر اور خدا کے صفات وفعل میں کسی کو اس کا شریک قرار دینا یا یہ کہنا کہ آنحضورﷺ کے بعد کوئی نبی آئے گا کفر قولی ہے۔ پھر آپ نے ایک ہی بات جو مختلف مرتبہ کے لوگوں سے کہی جائے اور بات کے ایک ہونے کے باوجود اس کی حقیقت بدلتی رہے اسے واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

''اپنے برابر کے آدمی سے یہ کہنا کہ تم نے بکواس کی کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ مگر یہی بات اگر استاذ اور باپ کو کہہ دے تو کہنے والا عاق ہے اور خدانخواستہ پیغمبر کے لئے یہ کلمہ استعمال کرلیا تو قطعی کفر ہے۔''

بلکہ قرآن مجید سے تو معلوم ہوتا ہے کہ منافقین سے جب یہ کہا گیا کہ آؤ اور خدا کے رسول سے مغفرت کی دعا کراؤ اور منافقین یہ سن کر چلائے۔ پیغمبر کے مقابلہ میں یہ طرز عمل بھی کفر ٹھہرا۔ بلکہ بغیر نیت محض از راہ مذاق زبان سے کلمہ کفر نکالنا بھی کفر ہے۔ ہاں غلطی سے اگر کوئی کلمہ کفر نکل گیا تو معاف ہے۔ یہ سب حقائق جو ابھی زیر بحث آئے ان کا منکر باغی ہے جس کی سزا سوائے موت کے اور کچھ نہیں۔ بیان یہیں تک پہنچا تھا کہ قادیانی وکیل نے کہا کہ کسی کے کفر وایمان کا فیصلہ کس طرح ہو سکے گا۔ جبکہ دیوبندی، بریلویوں کو کافر کہتے ہیں اور بریلوی دیوبندیوں کو۔ ہم کسے کافر سمجھیں اور کس کی تکفیر معتبر ہوگی۔ اس پر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے ارشاد فرمایا:

''ہمارا اور قادیان کا اختلاف قانون کا اختلاف ہے۔ جبکہ دیوبندی اور بریلوی کے اختلاف کی نوعیت صرف واقعات میں اختلاف ہے۔ اسے قانونی اختلاف نہیں کہا جاسکتا۔''

اپنے دعویٰ کی تائید میں کہ مرزائیوں سے اختلاف قانون کا اختلاف ہے۔ فرمایا کہ مرزائی نے مہمات دین کے بہت سے اصول بدل ڈالے اور بہت سے اسماء کا مسمیٰ بھی بدل ڈالا۔ اس کے بعد حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے ارشاد فرمایا کہ ختم نبوت کے سلسلہ میں دو سو سے زائد احادیث موجود ہیں اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ بلکہ ہر وہ مسلمان جسے اسلامی عقائد سے ذرا سا بھی واسطہ رہا وہ ختم نبوت کے عقیدہ سے کبھی غافل نہیں رہا۔ اس لئے اس عقیدہ میں تحریف یا اس سے انحراف کفر ہے۔ بلکہ کوئی ایسی آیت قرآن میں ہے جس کے معنی ومراد پر تمام اصحابہ یا امت کا اجماع ہو چکا ہو تو اس سے انکار یا اس میں تحریف بھی کفر ہوگی۔ آپ کی اس وضاحت پر قادیانی وکیل بولا کہ اسلام میں اجماع کا دعویٰ ہی غلط ہے۔ کیونکہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ: ''من ادعی الاجماع فهو کاذب'' یعنی دعویٰ اجماع کرنے والا جھوٹا ہے۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے قادیانی وکیل کی اس تلبیس کے جواب میں فرمایا کہ:

''یہ جو کہا گیا کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ دعویٰ اجماع کذب بیانی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ سرے سے اجماع ہی کے منکر ہیں۔ بلکہ امام ہمام کا مطلب یہ ہے کہ لوگ کہیں کہیں اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ ان مسائل میں اجماع نہیں ہوتا۔''

ظاہر ہے کہ فقہ کے چار مشہور مکاتب فکر میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا فقہ مستند فقہ ہے۔ اقطار عالم میں جا بجا حنبلی فقہ کے پیروکار موجود ہیں۔ نہ جاننے والوں کے لئے عرض ہے کہ فقہ کے چار اہم ترین عناصر جن کی مدد وامداد سے مسائل کا استنباط واستخراج کیا گیا۔ ان میں اجماع امت عمومی حیثیت کا مالک ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت احمد بن حنبلؒ ایک مستقل فکر کے موجد ہونے کے باوجود اجماع امت کا انکار کریں۔ مگر قادیانی اس طرح کے شوشے چھوڑ کر امت کے ایمان سے ہمیشہ کھیلتے رہے۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اس موقع پر نہ صرف اجماع ہی کا ثبوت بہم پہنچایا بلکہ عدالت کو یہ بھی بتایا کہ آنحضرت ﷺ کے سانحہ وفات کے بعد اس امت میں سب سے پہلا اجماع ایک نبی کاذب یعنی مسیلمہ کذاب کے قتل ہی پر ہوا۔

''سب سے پہلا اجماع جو اس امت محمدیہ میں ہوا ہے وہ مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے قتل ہی پر ہوا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب کے قتل کے واسطے صحابہ کرامؓ کو بھیجا اور کسی صحابیؓ نے مسیلمہ کے قتل میں تردد نہیں کیا۔ جس کا حاصل یہی نکلا کہ خاتم النبیین کے بعد جو ختم نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد زندیق اور بلاشبہ واجب القتل ہے۔''

مسیلمہ کذاب کے واقعہ میں ممکن ہے کسی شخص کو یہ خلجان ہو کہ جب آنحضرت ﷺ نے خود مسیلمہ کے قاصد کو قتل نہیں کیا تھا تو حضرات صحابہ کرام کے لئے مسیلمہ ہی کو تہ تیغ کر دینے کا جواز کہاں سے نکل آیا۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اس حقیقت سے نقاب کشائی کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرت ﷺ کا قاصد کو قتل نہ کرنا آداب سفارت سے تھا۔ آپ ﷺ کی یہ رعایت خدانخواستہ اس تردد کی وجہ سے نہیں تھی کہ مدعی نبوت شرعاً گردن زدنی نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو بعد میں صحابہ کرامؓ کسی بھی دعویٰ نبوت کرنے والے کی ساتھ تعارض نہ کرتے۔ حالانکہ تاریخ وواقعات سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے خود مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں کے ساتھ بعد میں کوئی رعایت نہیں برتی۔ چنانچہ آپ نے معجم طبرانی سے یہ روایت کھول کر عدالت کو سنائی کہ جب عبداللہ بن مسعودؓ کو ان قاصدوں میں سے ایک کوفہ میں ملا تو ابن مسعودؓ نے فرمایا اب تو یہ قاصد نہیں ہے اور حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ قتل کر دیا گیا۔ فرمایا کہ یہ روایت بخاری کی کتاب الکفالہ میں بھی موجود ہے۔ بلکہ ہر زمانہ میں اسلامی حکومت نے ہر اس شخص کو قتل کیا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ صبح الاعشے ص ۳۰۵ جلد ۱۳ میں ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے ایک شاعر کو علمائے کرام کے فتویٰ پر یہ شعر کہنے پر قتل کر دیا:

وکان مبدأ هذا الدین من رجل

سعے فاصبح یدعی سید الامم

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''اس دین اسلام کی ابتدا ایک شخص کی ذاتی کوششوں سے ہوئی جو بعد میں تمام امتوں کا سردار بن بیٹھا۔'' اس شعر میں نبوت کو کسبی کہا گیا تھا۔ محض اس جرم پر سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی تلوار نے شاعر کا بے تکلف کام تمام کر دیا۔

ادارہ

قادیانیوں کو چیلنج

۱۱۷ قادیانیوں کا پشاور میں قبول اسلام

ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ کے ماہنامہ لولاک میں پشاور کے ۱۰۹ قادیانیوں کے مسلمان ہونے کی ہم نے خبر شائع کی۔ بعد میں وہاں مزید قادیانی بھی مسلمان ہوگئے۔ کل ۱۱۷ مسلمان ہوئے۔ چناب نگر میں قادیانی جماعت کے ترجمان نے اپنی جماعت کا بھرم رکھنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح پیٹ بھر کر جھوٹ بولا کہ وہ یوں نہیں بلکہ یوں تھا کہ وہاں اتنے قادیانی نہ تھے۔ لاہوری تھے۔ وغیرہ وغیرہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا نورالحق نور صاحب نے شیخ محمدی پشاور جامع مسجد قاضیاں میں جمعہ پڑھایا۔ ان نومسلم حضرات سے ملے اور حضرت مولانا نذیر احمد صاحب سے بھی ملاقات کی جن کے ہاتھ پر قادیانی حضرات مسلمان ہوئے۔ حضرت مولانا نورالحق نور نے وہاں سے ہمیں فہرست بھجوائی۔ ذیل میں اٹھارہ قادیانی خاندان کے سربراہوں کے نام اور جن کے سامنے انہوں نے اسلام قبول کیا ان گواہان کے نام شائع کر رہے ہیں۔ ہم قادیانیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر ان میں ہمت وحمیت نام کی کوئی چیز ہے تو اس کی تردید کریں۔ حضرت مولانا نورالحق نور صاحب نے شیخ محمدی میں جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاچکا ہے۔ آج بھی شیخ محمدی علاقہ کے مرد وزن بچہ بچہ اس بات کا شاہد ہے کہ علمائے کرام اور علاقہ کے مسلمانوں کی کوشش اور جدوجہد کامیابی کی صورت میں اس علاقہ کے ایک سوسترہ افراد مرزائیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد سے بیزار ہوکر مولانا نذیر احمد صاحب کے دست حق پر تائب ہوکر دامن رسول عربی ﷺ سے اپنی وابستگی کا عام کھلے اجتماع میں اعلان کر چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں مولانا نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر شیخ المشائخ مرشد العلماء والصلحاء خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور دیگر قائدین مجلس کی طرف سے علاقہ کے مسلمانوں اور علمائے کرام کو اس کامیابی پر مبارکباد اور دعاؤں کا پیغام پہنچاتے ہوئے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ جدوجہد محشر کے میدان میں رسول عربی ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ ہوگی۔ مولانا نے اپنی تقریر میں ملک بھر سے علمائے کرام کی ٹیلفون اور انٹرنیٹ پر آنے والے پیغام مبارکباد کا ذکر کرتے ہوئے مرزائیت کے دجل وفریب کا پردہ چاک کیا کہ وہاں مرزائی کذاب مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی سنت کذب بیانی پر عمل کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ شیخ محمدی گاؤں میں صرف ایک شخص مرزائیت سے بیزار ہوا ہے۔ تم ہی بتاؤ کہ کیا مرزائی ایک مسلمان ہوا ہے یا ایک سوسترہ۔ اس موقع پر حضرت مولانا نذیر احمد صاحب نے مسلمان ہوکر دامن خاتم النبیین ﷺ سے وابستہ ہونے والوں کی فہرست اور اس

وقت موجود علمائے کرام اور معززین علاقہ کی ایک فہرست پیش کی جو اٹھارہ گھرانوں پر مشتمل ہے۔ جو یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

قادیانیت سے برأت کا اعلان

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مندرجہ ذیل احباب نے مولوی محمد نذیر احمد صاحب ساکن شیخ محمدی حال مدرس جامعہ درویش پشاور صدر کے ہاتھ پر ہزاروں مسلمانوں کی موجودگی میں قادیانیت سے برأت کا اعلان کیا اور کہا کہ ہم آئندہ کے لئے قادیانیوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھیں۔ نام یہ ہیں:

۱...... بھائی افتخار احمد مع خاندان
۲...... نثار احمد مع خاندان
۳...... مختیار احمد مع خاندان
۴...... بختیار احمد مع خاندان
۵...... عالم خان مع خاندان
۶...... اعظم خان مع خاندان
۷...... عباس علی مع خاندان
۸...... حمید خان مع خاندان
۹...... نوید مع خاندان
۱۰...... احمد علی عرف کاکے مع خاندان
۱۱...... ہاشم علی مع خاندان
۱۲...... بیوی میر احمد
۱۳...... رحیم شاہ، حبیب مع خاندان
۱۴...... احسان، امجد، ارشد، عابد، ساجد مع والدہ بہنیں
۱۵...... زرمن شاہ مع خاندان
۱۶...... سردار علی مع خاندان
۱۷...... محمود خان مع خاندان
۱۸...... سمیع الدین مع خاندان

گواہوں کے نام

۱...... حضرت مولانا محمد نذیر احمد صاحب
۲...... حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب
۳...... حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب
۴...... حضرت مولانا احمد گل صاحب
۵...... جناب ڈاکٹر مشرف خان صاحب
۶...... جناب ثمین خان صاحب
۷...... جناب محبوب خان صاحب
۸...... جناب اکلس خان صاحب
۹...... جناب نبات خان صاحب
۱۰...... جناب اقبال شاہ صاحب
۱۱...... جناب حاجی چانس خان صاحب
۱۲...... جناب شمث خان صاحب
۱۳...... جناب میجر ذوالفقار صاحب
۱۴...... جناب عبدالرحمٰن صاحب
۱۵...... جناب مسعود صاحب
۱۶...... جناب ضیاء الحق صاحب
۱۷...... جناب فضل صاحب
۱۸...... جناب مسکین خان صاحب

کراچی میں سات قادیانیوں کا قبول اسلام

قادیانیوں کی زیادتیوں سے تنگ آ کر ڈرگ روڈ کے رہائشی 7 افراد پر مشتمل خاندان نے اسلام قبول کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق مکان نمبر 91/2 کینٹ بازار ڈرگ روڈ کراچی کے رہائشی خاندان کے سربراہ ناصر احمد مغل' نذیر احمد مغل نے اپنے بھائی' بیوی اور بچیوں سمیت 29 جنوری کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر میں حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم دین پوری کے دست حق پر اسلام قبول کرلیا ہے۔ ناصر احمد مغل کے خاندان میں اس کا بھائی محمد علی' زوجہ' بیٹا عمران احمد' بیٹا نادر احمد' بیٹی سالی نیلم شہزادی شامل ہیں۔ ناصر احمد مغل نے بتایا کہ قادیانی جماعت بزدلی کے باعث ہر وقت ڈر اور خوف کا شکار رہتی ہے۔ اور اس کے لوگ ہر وقت قادیانیت کے فروغ کے لئے چندے بٹورنے کے چکر میں رہتے ہیں۔ عمران احمد نے کہا کہ ہمارے بیشتر دوست مسلمان ہیں۔ اور ان کا تعلق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ شارع فیصل سے ہے جو ہمیں اکثر اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تھے اور ہم بھی قادیانی مذہب سے بہت تنگ تھے۔ لیکن اپنے باپ ناصر احمد' کی وجہ سے اسلام قبول نہیں کرتے تھے۔

بقیہ: ایک اور نبی

بعد آمد پہ یوم تشکر منائیں گے۔ اپنی عادت کے مطابق بھنگڑا ڈالیں گے۔ حلوے اور دیگیں پکا کر تقسیم کریں گے۔ کیونکہ ٹیچی ٹیچی ان کے لئے خیر و برکت کا موجب ہے۔ وہ ٹیچی ٹیچی اور ڈاکٹر مقصود کا شکریہ ادا کریں گے کہ انہوں نے تو قادیانیوں کے دین کو مردہ اور بے ثمر ہونے سے بچا لیا ہے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود لکھا ہے کہ جس مذہب میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ خیر و برکت سے محروم اور مردہ ہوتا ہے۔

ہم بڑی ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ قادیانیوں کو خبردار کرتے ہیں کہ اب تو انہیں عقل و شعور سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے ان ٹوپی ڈراموں کی حقیقت و اصلیت سے آگاہ ہو جانا چاہئے اور موسم برسات میں زمین سے آگ آنے والی نباتات کی طرح آئے روز سر اٹھانے والے جھوٹے' عارضی' بے وفا اور نام نہاد نبیوں سے چھٹکارا حاصل کر کے تاجدار ختم نبوت ﷺ کی کامل و اکمل ذات گرامی کا دامن رحمت مضبوطی سے تھام لینا چاہئے۔ لیکن پتہ نہیں قادیانیوں کو یہ موٹی سی بات کیوں سمجھ نہیں آتی:

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
دیتا ہے ہزار سجدوں سے آدمی کو نجات

ضروری اعلان

قارئین لولاک سے التماس ہے کہ جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے وہ براہ کرم نئے سال کے لئے مبلغ -/100 روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ ادارہ!

مولانا عبدالقدوس محمدی

قادیانیوں کا ایک اور نبی

حافظ آباد کے محلہ حسین پورہ کی راجاں والی گلی کے رہائشی چالیس سالہ ہومیوپیتھک ڈاکٹر مقصود احمد ولد شریف احمد نے کہا ہے کہ: ”مجھے قادیانیوں کا نیا نبی مقرر کیا گیا ہے اور مجھ پر وہی فرشتہ وحی لے کر آتا ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنا گیا تھا۔ اب مرزا قادیانی کی نبوت کا دور ختم ہو چکا اور اس کی جگہ میں باقاعدہ نبی مقرر کیا گیا ہوں۔ وحی لانے والے فرشتے نے مجھے بتایا ہے کہ میں صرف قادیانیوں کا نبی ہوں۔ اگر قادیانیوں نے مجھے نبی نہ مانا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گمراہ اور رسوا ہو کر رہ جائیں گے۔“ (روزنامہ خبریں ملتان 22 دسمبر 2003ء)

آج سے ایک صدی قبل مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کے کمل اور پرشکوہ محل میں نقب زنی کر کے تاج وتخت ختم نبوت پہ ہاتھ صاف کرنے کی ناکام اور ناپاک جسارت کی اور بزعم خود ختم نبوت کی مہر اور رکاوٹ کو توڑ کر خود ساختہ نبی بن بیٹھا۔ اس نے تشریعی غیر تشریعی نبوت کی بحث چھیڑی۔ ظلی بروزی اور اصلی نقلی نبوت کا چکر چلا کر جھوٹی نبوت کا ڈرامہ رچایا۔ شیطان مردود ٹیچی ٹیچی کا روپ دھار کر اسے پٹیاں پڑھاتا رہا اور انگریز اپنے اس خود کاشتہ پودے کی آبیاری اور پشت پناہی کرتا رہا تو اس کی جھوٹی نبوت کا کاروبار خوب چل نکلا۔ اس نے عقیدہ ختم نبوت کے ابطال اور اجراء نبوت کے اثبات کے لئے اوچھے ہتھکنڈوں، مضحکہ خیز شبہات اور تاویلات کا سہارا لے کر بہت سے لوگوں کے لئے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے کا جواز فراہم کر دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھتا ہے کہ:

”مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمان کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کو اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اسے جوتے بھی مارے اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لے کر آئے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن باوجود اس امکان کے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔“ (تریاق القلوب مندرجہ روحانی خزائن ص ۲۸۰ ج ۱۵)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کی اس قسم کی عبارتوں کی بنیاد پر............!

قادیانیوں کے ہاں جب دعویٰ نبوت کے لئے کسی دیانت وشرافت کی ضرورت نہ رہی۔ کوئی شرط ومعیار معتبر نہ رہا اور کسی قید اور قاعدے کی حاجت نہ سمجھی گئی تو گویا کہ قادیانیت نے ہر چھیدے' ماجھے اور گامے کو مسند نبوت پہ قبضہ کرنے کا حق دے دیا۔ کیونکہ جھوتی نبوت تو ناجائز تجاوزات کی طرح ہوتی ہے۔ اگر ایک خوانچہ فروش کو کسی سڑک پر ٹماٹر بیچنے کی اجازت دے دی جائے تو وہ سڑک سڑک نہیں رہتی بلکہ سبزی منڈی اور مچھلی بازار کا نقشہ پیش کرنے لگتی ہے۔ چنانچہ قادیان میں بھی ایسا ہی ہوا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد نبی بخش راجیکی والا' چراغ الدین جمونی' ظہیرالدین اروپی' یار محمد ہوشیار پوری' فضل احمد چنگا بنگیالوی' عبداللہ تیماپوری' عبداللطیف گنا چوری اور احمد نور کابلی نے بھی مرزا قادیانی کی طرح اپنی اپنی نبوت کی دکانیں سجانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے چیلے چانٹوں کی اجارہ داری کی وجہ سے ان کا کاروبار چل نہ سکا اور جھوٹے مدعیان نبوت کے کانوں میں جھوٹ' فساد اور شرارت کا فسوں پھونکنے والا ٹیچی ٹیچی شیطان بھی چپ ہوکر دیگر کرتوتوں میں مشغول ہوگیا۔

لیکن اب ٹیچی ٹیچی نے دنیا بھر میں جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے والے خوش قسمت لوگوں کو دیکھا اور اسے قادیانیوں کی صفوں میں اٹھی ہوئی کھلبلی اور تھرتھلی نظر آئی تو وہ ''ٹچ'' کرکے ڈاکٹر مقصود کے پاس جا پہنچا اور اسے یہ خوشخبری سنائی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دور نبوت ختم ہو چکا ہے۔ اس کا دین ایکسپائر ہوگیا اور اب وہ باقاعدہ قادیانیوں کا نبی ہے۔

ڈاکٹر مقصود نے قادیانیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اسے نبی مان لیں۔ اس کا کہنا ہے کہ قادیانیوں نے مجھے نبی نہ مانا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گمراہ اور رسوا ہو جائیں گے۔ خطرہ ہے کہ عقل وخرد سے عاری قادیانی قوم عنقریب ڈاکٹر مقصود پہ ایمان لانے اور اس کے ہاتھ پہ بیعت کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے گی۔ کیونکہ جو لوگ ایک ایسے شخص کو نبی مان سکتے ہیں جو فاتر العقل اور مخبوط الحواس تھا۔ جو جھوٹ بولنے کا عادی اور شراب نوشی کا رسیا تھا۔ انگریزوں کی عظمت کے گن گانا اور مسلمانوں کو ننگی گالیاں دینا جس کا محبوب مشغلہ تھا۔ جو اپنے ''ابے'' کی پنشن کی خطیر رقم چرا کر گھر سے اڑا تا رہا۔ جو مختاری کے امتحان میں فیل ہوگیا تھا۔ جو چوزہ ذبح کرتے وقت اس کی گردن پہ چھری چلانے کی بجائے اپنی انگلی کاٹ لیا کرتا تھا۔ جسے دائیں بائیں کی تمیز نہ تھی۔ جو مٹی کے ڈھیلوں اور گڑ کی ٹکڑیوں کے درمیان امتیاز نہیں کر سکتا تھا۔ جس کا دامن اور کردار داغدار تھا اور جسے دن میں سو سو بار پیشاب آیا کرتا تھا۔ اگر قادیانی اس شخص کو نبی مان سکتے ہیں جو بے شمار بیماریوں کا مجسمہ تھا تو ڈاکٹر مقصود پہ کیوں ایمان نہ لائیں گے۔ حالانکہ وہ ''ہومیو پیتھک میسحا'' ہے۔

قادیانی اگر سیرت المہدی (سوانح مرزا قادیانی) کو سامنے رکھ کر مرزا قادیانی اور ڈاکٹر مقصود کے مابین موازنہ کریں تو وہ یقیناً ڈاکٹر مقصود کو منہ' شکل' اخلاق وکردار' چال ڈھال' وضع قطع اور عقل وشعور کے لحاظ سے مرزا غلام احمد قادیانی سے کئی درجہ بہتر پائیں گے۔ اسی لئے تو ڈاکٹر مقصود نے انہیں ترغیب دی ہے کہ وہ اچھے بچوں کی طرح اس پہ ایمان لے آئیں۔ ورنہ وہ اس کے بقول گمراہ اور رسوا ہو جائیں گے۔ یہ بھی خطرہ ہے کہ قادیانی ٹیچی ٹیچی کی مدتوں

بقیہ صفحہ 36 پر

مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین بھی آخرت کو سدھار گئے

۲۶/جنوری ۲۰۰۴ء بروز پیر صبح سحری کے وقت تحریک خدام اہل سنت کے بانی‘ شیخ طریقت‘ مجاہد فی سبیل اللہ‘ یادگار اسلاف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین بھی انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء کو چکوال کے معروف قدیمی قصبہ بھیں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مناظر اسلام حضرت مولانا قاضی کرم الدین دبیر معروف عالم تھے۔ رد روافض ورد قادیانیت پر آپ کو مہارت حاصل تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ مناظروں اور مقدموں میں عمر بھر پیش پیش رہے۔ ان مقدمات کی تفصیلات پر مشتمل کتاب ’’تازیانہ عبرت‘‘ ایک تاریخی دستاویز ہے۔ حضرت قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے اس دینی ماحول میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے میٹرک پاس کیا۔ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں دینی تعلیم حاصل کی۔ ۳۶/۱۳۳۷ھ میں دورہ حدیث اور تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند میں رہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں قیام کے دوران حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ‘ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ‘ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ‘ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ‘ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ ایسے اکابر سے آپ نے کسب فیض کیا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے ملاقات اور ان کی خدمت میں حاضری اور کسب فیض کا شرف حاصل کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ واپس آکر دینی خدمات‘ مقدمات‘ گرفتاری کے مراحل سے انگریز دور حکومت میں گزرتے رہے اور بڑی استقامت وعزیمت کے ساتھ اس وقت کو گزارا اور بڑی بہادری سے گزرا۔ مدنی مسجد چکوال اور اس کے ساتھ مدرسہ کی بنیاد رکھی اور مستقل بنیادوں پر یہاں کام شروع کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورے علاقہ میں مسجد ومدرسہ نے ایک مثالی ادارہ کی حیثیت اختیار کرلی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ضلع جہلم میں (تب چکوال ضلع جہلم کی تحصیل تھی) تحریک کے لئے شب وروز ایک کردیئے۔ اس تحریک میں گرفتار ہوئے۔ اس کی تفصیل مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان کی طرف سے شائع کردہ کتاب ’’تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۲۸۲‘۲۸۳‘‘ میں آپ کی اپنی تحریر کردہ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

’’۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ہمارا مرکز جہلم تھا۔ ان دنوں میں اپنے گاؤں بھیں میں رہتا تھا۔

۶/ مارچ ۱۹۵۳ء بروز جمعہ جامع مسجد گنبدوالی جہلم میں حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ نے ختم نبوت کے موضوع پر ولولہ انگیز تقریر کی اور احتجاجی جلوس کی صورت میں گرفتاری پیش کی۔

اس کے بعد میرا (قاضی صاحبؒ) پروگرام تھا۔ میں نے بھی ۱۳/ مارچ کے جمعہ پر جامع مسجد مذکورہ میں تقریر کی اور جلوس نکالا اور گرفتاری پیش کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ مرحوم ساکن ڈومیلی نے گرفتاری دینی تھی۔ لیکن ان کو جمعہ سے قبل ہی گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ جیل جہلم بھیج دیا گیا۔ ۱۱/ مارچ کو چکوال سے حافظ حضرت مولانا غلام حبیبؒ کو گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ جیل جہلم بھیج دیا گیا تھا۔ جہلم میں دو دن رکھنے کے بعد حضرت مولانا عبداللطیف، حضرت مولانا سید علی شاہ، حضرت مولانا صادق حسین مرحوم اور راقم الحروف (قاضی صاحبؒ) کو لاہور سنٹرل جیل لایا گیا۔ ہمارے ساتھ اپنے جماعتی رفقاء چکوال کے کارکن بھی تھے۔ جن میں میاں کرم الٰہی مجاہد خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ لاہور سے پھر ہمیں سنٹرل جیل ساہیوال (منٹگمری) منتقل کر دیا گیا۔ منٹگمری میں جہلم، کیمل پور، اٹک، سرگودھا اور منٹگمری کے نظر بند رکھے گئے تھے۔ ہمارے کمرے کے ساتھ علیحدہ کوٹھڑی میں حضرت مولانا نصیر الدین صاحب شیخ الحدیث غورغشتی بھی تھے جو بہت بڑے مفتی اور بزرگ راہنما تھے۔ انہوں نے بڑی جرات و بہادری کے ساتھ تحریک کی قیادت کی تھی اور گرفتار ہوئے تھے۔ سرگودھا کے نظر بندوں میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھا بھی تھے۔

حضرت مولانا غلام حبیب صاحبؒ کو ڈسٹرکٹ جیل جہلم میں رکھا گیا اور وہ ۹/ جون ۱۹۵۳ء کو رہا کر دیئے گئے۔ منٹگمری جیل سے حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی کے ساتھ اور بھی چند رضا کار نظر بند تھے۔ جب رہائیاں شروع ہوئیں تو حضرات رہا ہوتے رہے۔ راقم الحروف (حضرت قاضی صاحب) کی رہائی بتاریخ ۱۴/ جنوری ۱۹۵۴ء کو عمل میں آئی۔ رہائی کے بعد بندہ (قاضی صاحب) نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ کی خدمت میں عریضہ لکھا تو حضرت مدنیؒ نے اپنے کرامت نامے میں یہ تحریر فرمایا کہ:

''نظر بندی کا علم فقط اس خط سے ہوا۔ اگرچہ عرصہ دراز سے کوئی والا نامہ نہیں آیا تھا۔ مگر یہ خیال نہ تھا حق تعالیٰ شانہ اس دینی جہاد کو قبول فرمائے اور باعث کفارہ سیات اور ترقی درجات کرے۔ آمین! (۲۳/ شوال ۱۳۷۳ھ منقول از مکتوبات شیخ الاسلام ج۴ مکتوب نمبر ۳۵) حالات عرض کر دیئے ہیں جو مناسب سمجھیں شائع کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم تمام اہل سنت والجماعت کو عقیدہ ختم نبوت اور خلافت راشدہ کی تبلیغ وتحفظ کی توفیق دیں۔ اپنی مرضیات کی اتباع نصیب کریں اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی نصیب ہو۔ آمین! بجاہ النبی الکریم ﷺ!

والسلام!

خادم اہل سنت مظہر حسین

مدنی جامع مسجد چکوال ۱۳/ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ/ ۲۲/ جولائی ۱۹۹۱ء

۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک کا زمانہ آپ کا ردقادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے گزرا۔ اس عنوان پر کام کرنا آپ کو والد مرحوم سے ورثہ میں ملا تھا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت خطیب پاکستان

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے آپ کے مثالی تعلقات تھے۔ ہمیشہ ان حضرات کو بلوا کر ضلع بھر میں ختم نبوت کے موضوع پر کام کو مہمیز لگاتے۔ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں تشریف لاتے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کا ۲۹/مئی ۱۹۸۲ء کو آپ نے چناب نگر جامع مسجد محمدیہ میں جمعہ کے موقع پر افتتاح کیا۔ جابہ ختم نبوت کانفرنس کے آپ صدر نشین ہوتے۔ جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے مثالی کردار ادا کیا۔ ضلعی‘ ڈویژنل‘ صوبائی اور مرکزی سطح تک حضرت قاضی صاحبؒ مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ ‘ضیغم اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے معتمد ساتھیوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ اپنی جوانی کا بہترین حصہ جمعیت علمائے اسلام کے لئے مدتوں وقف کئے رکھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین سے آخر تک آپ کا محبتوں کا رشتہ قائم رہا۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے احترام وتوقیر میں کسی سے کم نہ تھے۔ عرصہ ہوا حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ملاقات وعیادت کے لئے چکوال تشریف لے گئے۔ دیر تک محبتوں وشفقتوں سے سرفراز فرمایا۔ گزشتہ واقعات واکابر سے تعلقات پر مربوط گفتگو فرمائی۔ ۱۹۶۹ء میں تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی اور آخری سانس تک اس کی آبیاری کرتے رہے۔ مدرسہ اظہار الاسلام‘ مدنی مسجد‘ مدرسہ امدادیہ آپ کا صدقہ جاریہ ہیں۔ قاضی صاحبؒ اسلاف کی یادگار تھے۔ مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ بہادری‘ جرات‘ حق گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اکابر کے مسلک کو ہمیشہ سینہ سے لگائے رکھا۔ جس بات کو حق سمجھتے تھے۔ اس کے اظہار میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے تھے۔ ان کی زندگی جہد مسلسل کی تاریخ تھی۔ متعدد عنوانات پر متعدد کتابیں لکھیں۔ تحریر وتقریر‘ درس وبیان‘ قلم وقرطاس سے رشتہ آخر تک آپ نے قائم رکھا۔

۹۰ سال کی عمر پائی۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے کمزور ہوگئے تھے۔ لیکن معمولات میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ گزشتہ سے پیوستہ سال عیدالفطر کے اگلے روز برطانیہ سے آئے ہوئے مہمان حضرت مولانا محمد ایوب سواتی صاحب کی مساعدت کے لئے راقم الحروف کو چکوال آپ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا۔ شفقت ومحبت سے اپنی چارپائی پر بٹھایا۔ دیر تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی تفصیلات پوچھتے رہے۔ تحریری وتقریری کام کی رپورٹ پر شگفتہ مزاج ہوگئے۔ ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور حقیقت یہ کہ محبتوں کی بارش کردی۔ افسوس کہ ان کی موت نے ہم سے دعاؤں کا سہارا چھین لیا۔ آخری دنوں میں اطلاع ملی کہ صاحب فراش ہیں۔ آج افسوس ناک خبر سنی کہ کل انتقال ہوگیا اور شام تک تدفین کا عمل بھی مکمل ہوگیا۔ ان کی تقریباً پون صدی کی خدمات قابل قدر وقابل رشک ہیں۔ مدتوں ان کا خلا پر نہ ہوسکے گا۔ آپ کے جانشین اور اکلوتے صاحبزادے حضرت مولانا قاضی ظہور حسین صاحب مدظلہ ہم سب کی طرف سے تعزیت کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین ...... ثم آمین!

☆............☆

مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا قاضی عبداللطیفؒ اختر کا سانحہ ارتحال

مدرسہ حدیقۃ الاحسان کے مہتمم' شاہی مسجد شجاع آباد کے خطیب حضرت مولانا قاضی عبداللطیف اختر صاحب شجاع آبادیؒ ۲۵/جنوری کو شجاع آباد میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ شاہی مسجد شجاع آباد کے خطیب حضرت مولانا قاضی غلام یاسین صاحب کے صاحبزادے تھے۔ مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ نے دینی تعلیم حضرت مولانا واحد بخشؒ کوٹ مٹھن سے حاصل کی۔ جبکہ دورہ حدیث شریف مخزن العلوم عیدگاہ خانپور سے کیا۔ وہ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔

قاضی عبداللطیف صاحبؒ نے عملی زندگی کا آغاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے کیا۔ آپ نے ردقادیانیت پر مناظرانہ تربیت استاذ المناظرین' فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے حاصل کی۔ اس دور میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مرکزی ناظم اعلیٰ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور مجلس کے روح رواں اور دل و جان' خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تھے۔ مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے تین امراء کے دور امارت میں کام کیا۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ حضرت مولانا محمد حیاتؒ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ' حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ حضرت مولانا تاج محمودؒ حضرت مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی تربیت اور حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ بہاول پوریؒ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کی رفاقت نے قاضی عبداللطیف صاحبؒ کو سلجھا ہوا اچھا خطیب اور ہردلعزیز مقرر بنا دیا تھا۔

مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ کے مجلس احرار اسلام کے رہنما حضرت مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاریؒ سے نیازمندانہ اور برادرانہ تعلقات تھے۔ حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ نے دفتر ختم نبوت ملتان میں تربیت حاصل کرنے کے بعد گوجرانوالہ اور چیچہ وطنی میں بطور مبلغ خدمات سرانجام دیں۔ قاضی صاحبؒ مرکزی مبلغ کے طور پر بھی مجلس میں کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی مشہور زمانہ تحریک ختم نبوت میں آپ گوجرانوالہ میں مجلس کے مبلغ تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء'' کتاب شائع ہوئی۔ اس موقع پر قاضی عبداللطیف صاحبؒ سے ایک انٹرویو لے کر کتاب کا حصہ بنایا تھا۔ وہ ملاحظہ ہو۔

حضرت مولانا قاضی عبداللطیف شجاع آبادیؒ فرماتے ہیں کہ:

’’تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے زمانہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کے طور پر میں گوجرانوالہ میں تعینات تھا۔ تحریک کے شباب کو قائم رکھنے کے لئے ضلع بھر کا تبلیغی دورہ کیا۔ پورے ضلع میں تحریک مثالی طور پر کامیاب طریقے سے چل نکلی۔ اب ہمارے ذمہ پروگرام لگا کہ آپ نے شیخوپورہ‘ فیصل آباد اور جھنگ کا دورہ کرنا ہے۔ چنانچہ ایک ٹرک پر کارکنوں کی کھیپ لے کر میں ان اضلاع کے سفر پر چل نکلا۔ شیخوپورہ اور فیصل آباد کا کامیاب دورہ کیا۔ سپیکر ٹرک پر نصب تھا۔ جگہ جگہ خطاب ہوئے۔ حکومت کو مخبری ہوگئی۔ ہم فیصل آباد سے جھنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ جھنگ سے پہلے فیصل آباد روڈ پر ریلوے پھاٹک ہے۔ ہمارے ٹرک کے قافلہ کے پہنچنے سے قبل ریلوے پھاٹک بند کردیا گیا۔ پولیس کی بھاری نفری موجود تھی۔ جونہی ٹرک پھاٹک پر پہنچا ہمیں ٹرک وسپیکر سمیت گرفتار کرلیا گیا۔ مختلف دفعات عائد کی گئیں جس میں ناجائز اسلحہ‘ ربوہ (موجودہ چناب نگر) پر حملہ کرنے اور مرزائیوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ وغیرہ کی غلط سلط جو دفعات ممکن تھیں لگادی گئیں۔ جھنگ جیل میں مولانا محمد ذاکر جامعہ محمدی (جو بعد میں ایم این اے بنے) مولانا محمد حسین چنیوٹی‘ مولانا منظور احمد چنیوٹی وغیرہ علماء کی ٹیم موجود تھی۔ سرسری سماعت کے بعد چھ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ جو پوری کرکے رہا ہوئے۔ جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں اس ٹرک کا گھناؤنے انداز میں ذکر کیا ہے۔ حالانکہ وہ ایک تبلیغی سفر تھا۔‘‘ (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۸۷۴)

قاضی عبداللطیفؒ نے شجاع آباد سے بلدیاتی الیکشن بھی لڑا۔ وہ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے چچازاد بھائی تھے۔ حضرت خطیب پاکستان نے ان کو شرف دامادی سے سرفراز فرمایا۔ عمر بھر ان کی تربیت کی۔ ملک بھر میں ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے ان کا تعارف کرایا۔ حتیٰ کہ قاضی عبداللطیف اخترؒ‘ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی وفات کے بعد ان کے جانشین قرار پائے۔ شاہی مسجد‘ مدرسہ حدیقتہ الاحسان‘ عیدگاہ شاہی مسجد کے متولی مقرر پائے۔ شاہی مسجد کی خطابت کو قاضی عبداللطیف صاحبؒ نے نبھایا اور عمر بھر خوب نبھایا۔

حضرت مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ خوش خوراک اور خوش لباس انسان تھے۔ خوش گفتاری بھی ان کا حصہ تھی۔ ناقدانہ طبیعت تھی۔ کسی پر چوٹ کرتے تو اسے آدھ موا کردیتے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کو خوبیوں سے نوازا تھا۔ ملنسار اچھے کردار کے دوست تھے۔ مسجد ومدرسہ کی خطابت واہتمام کے باعث مجلس تحفظ ختم نبوت سے ملازمت کو ترک کرنا پڑا۔ لیکن تعلق کو کبھی ترک نہ کیا۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے زمانہ امارت میں مجلس کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شمولیت کرتے۔ ملک بھر کے رفقاء سے مل کر شگفتہ طبیعت ہوجاتے۔ ان کا کم وبیش چار دن چناب نگر میں قیام رہتا۔ خوب ہنس مکھ انسان تھے۔ خاص انداز سے سر پر سفید رومال اوڑھنے میں وہ بڑے حضرت قاضی صاحبؒ کی طرز ادا کو نبھاتے اور خوب بھلے لگتے تھے۔ چند سال قبل ان کی جامع مسجد شجاع آباد میں ختم نبوت کی کانفرنس تھی۔ اگلے دن فقیر راقم الحروف کا بودلہ کالونی میں درس تھا۔ علالت کے باوجود قاضی صاحبؒ درس میں تشریف لائے۔ شریک محفل ہوئے۔ دعاؤں

سے نوازا۔ گفتگو پر خوشی کا اظہار کیا۔ حضرت مولانا عبدالغفور حقانی کے ہاں ناشتہ تھا۔ اس میں شریک ہوئے۔ ملتان واپسی کے لئے ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ یہ ان کی برخوردار نوازی تھی۔

حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ کچھ عرصہ سے چوٹ لگنے کے باعث صاحب فراش تھے۔ ایک بار ملنے کے لئے حاضری ہوئی۔ باہر ڈیرہ پر چارپائی لگائے۔ میز کرسی سجائے' عصا سرہانے رکھا ہوا۔ اجلا خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے براجمان تھے۔ دیر تک ملاقات جاری رہی۔ ادھر ادھر کی باتیں شروع ہوئیں تو یادوں کے گلستان میں بہار آ گئی کا مصداق ہوگئے۔ جب کبھی ملتان آنا ہوتا تو دفتر ضرور تشریف لاتے۔ قدرت کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔ فقیر برطانیہ کے سفر پر تھا۔ واپسی پر معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ اسی روز میٹنگ تھی۔ ایسی مصروفیت رہی کہ تعزیت کے لئے وقت نہ نکال سکا۔ پھر تبلیغی سفر پر سرگودھا' کبیر والا' جھنگ جانا پڑ گیا۔ شجاع آباد ختم نبوت کانفرنس پر جانا ہوا۔ ایسے وقت میں پہنچے کہ سیدھا سٹیج پر جانا ہوا۔ رات گئے واپسی ہوئی۔ نہ ان کے مزار پر حاضری ہو سکی۔ نہ اپنے عزیز قاضی قمرالصالحین سے تعزیت کر سکا۔ آج ان سطور کو لکھنے لگا تو دل بھر آیا۔ آخر کیوں نہ ہو۔ وہ ہمارے مخدوم اور قابل احترام رہنما تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو بقعۂ نور بنائے۔

ہمارے حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے گلشن کی مرحوم نے عمر بھر آبیاری کی۔ اس اعتبار سے وہ ہمارے محسن تھے۔ اللہ تعالیٰ عزیز قاضی قمرالصالحین کو اپنے آباؤ اجداد کی یادگاروں اور مشن کو زندہ رکھنے کی توفیق سے نوازیں۔ جنازہ حضرت امیر شریعتؒ کے صاحبزادے اور مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت سید عطاء المہیمن شاہ صاحب نے پڑھایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا خدا بخش' دیگر رفقاء سمیت وفد شریک جنازہ ہوئے۔ اگلے دن تعزیتی اجلاس میں عزیزی جناب قاضی قمرالصالحین کی دستار بندی کرائی گئی۔

حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی کی زبانی معلوم ہوا کہ آخری وقت تک اپنے معمولات پورے کئے۔ وفات کے روز صبح بیدار ہوئے۔ وضو کیا۔ گھر والوں کو چائے بنانے کا فرمایا۔ خود نماز پڑھنے میں مصروف ہوگئے۔ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ سجدہ کرنے کے لئے جھکے تو عالم آخرت کو سدھار گئے۔ باوضو نماز کی حالت سجدہ میں وصال۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ جسے نصیب فرمائیں۔ عاش سعیداً ومات سعیداً! دوستوں کا کہنا ہے کہ مثالی جنازہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی آخرت کی زندگی کو بھی بابرکت فرما کر کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین!

مبارک باد

قارئین لولاک کو ادارہ کی طرف سے نیا اسلامی سال مبارک ہو!

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

جناب شیخ راحیل احمد صاحب کے اعزاز میں استقبالیہ

لندن: (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کی طرف سے جرمنی میں مقیم سابق قادیانی لیڈر شیخ راحیل احمد کو برطانیہ کی کرائیڈن مسجد' کنگسٹن مسجد اور دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسٹاک ویل گرین لندن میں استقبالئے دیئے گئے۔ جس میں شیخ راحیل احمد نے قادیانیت چھوڑنے کے اسباب اور قادیانیوں کو دعوت اسلام کے سلسلے میں خصوصی خطابات کئے اور سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ شیخ راحیل احمد نے کہا کہ ''قادیانیت'' یقیناً اسلام نہیں ہے اور نہ'' قادیانی جماعت'' اسلامی فرقہ ہے۔ بلکہ ایک نیا مذہب ہے جو آکاس بیل کی طرح اسلام کے درخت پر چڑھا دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے بانی حضرت محمد ﷺ ہیں اور قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کو مان کر کوئی بھی شخص مسلمان ہوسکتا ہے مگر مرزا غلام احمد قادیانی کو مان کر کوئی شخص صرف قادیانی تو ہوسکتا ہے مگر مسلمان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ دونوں الگ الگ مذہب ہیں۔ انہوں نے اپنے ہر بیان میں مرزائیوں کو دعوت اسلام دی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر حضرت مولانا منظور احمد الحسینی نے کہا کہ ایمان کی دولت انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے اور یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ کسی شخص کو ایمان کی انمول دولت مل جائے اور یہ بہت ہی بدبختی ہے کہ کوئی انسان اس نور سے محروم ہوجائے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی شان رسالت میں مسلسل توہین اور اس پر اصرار کی وجہ سے سزا کے طور پر ان سے ایمان اور ہدایت کا نور چھین لیا گیا ہے۔ لیکن بعض سعید روحیں ایسی نکلیں جو قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام کی دولت سے مالا مال ہوکر شاہراہ ایمان پر گامزن ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ 2000ء اگست میں میرا قادیانی مناظر ومربی ڈاکٹر جلال شمس سے مناظرہ ہوا تھا جس میں اس کو شکست فاش ہوئی اور جس مکان میں مناظرہ ہوا اس کا مالک محمد مالک قادیانیت چھوڑ کر خاندان سمیت مسلمان ہوگیا۔ الحمدللہ! اس کے بعد سلسلہ قبول اسلام چل نکلا۔ مرکز ختم نبوت اسٹاک ویل کے امام حضرت مولانا اکرام الحق ربانی نے شیخ راحیل احمد کو اور ان کے خاندان کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ ان حضرات نے جس جرات وہمت کا مظاہرہ کیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔

کرائیڈن مسجد کے خطیب وامام حضرت مولانا محمد قاسم قاسمی نے اسلام کی خوبیاں اور اسلام میں داخل ہونے کی اہمیت کو واضح کیا۔ بعدازاں کرائیڈن مسجد کے سیکرٹری ایجوکیشن جناب سمیع اللہ خان ختم نبوت جرمنی کی طرف

ے حضرت مولانا مشتاق الرحمن امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کرتے ہوئے جن کے ہاتھ پر شیخ راحیل احمد نے اسلام قبول کیا تھا نے شیخ راحیل احمد کو اسلام میں داخل ہونے پر خوش آمدید کہتے ہوئے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ آپ یہاں صرف زبانی کلامی خوش آمدید کہہ کر ہی نہ بھول جائیں بلکہ عملی طور پر بھی اپنے ان تمام نومسلم بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں۔ دفتر ختم نبوت اسٹاک ویل میں شیخ راحیل احمد صاحب کے اعزاز میں تمام حاضرین کے لئے کھانے کا بندوبست کیا گیا۔ جبکہ جناب سمیع اللہ صاحب نے کرائیڈن میں اور حضرت مولانا منظور احمد الحسینی نے کنگسٹن میں اپنے گھروں پر الگ الگ استقبالیہ دیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں بالخصوص حساس اداروں' انٹیلی جنس ایجنسیوں اور سی بی آر کے اہم عہدوں سے ہٹایا جائے جو ملک وملت کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں اور ملک کی دینی قوتوں کو حکومت سے متصادم کرانا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کے مذموم عزائم کی تکمیل ہو۔ یہ مطالبہ جمعرات کو مجلس کی صوبائی عاملہ کے اجلاس میں کیا گیا۔ جس کی صدارت حضرت مولانا انوار الحق حقانی نے کی۔ اجلاس میں مختلف امور پر غور کیا گیا۔ ایک قرارداد میں اس بات کو سراہا گیا کہ حکومت اور متحدہ مجلس کے درمیان طے پانے والے معاہدہ کی وجہ سے آئین کی اسلامی دفعات کا تحفظ ہوگیا۔ کیونکہ جب اکتوبر 1999ء میں آئین معطل ہوا۔ عالمی ادارے' عالم کفر اور قادیانی آئین میں موجود اسلامی دفعات بالخصوص قادیانیت کے بارے میں ترمیم کو امتیازی قوانین قرار دے کر ختم کرنے کے درپے تھے۔ جس پر مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے تحریک شروع کی۔ صدر مشرف کو ان دفعات کے تحفظ کے لئے آرڈیننس جاری کرنا پڑا۔ ان اسلامی دفعات کو آئین کا حصہ قرار دیا گیا۔ ایل ایف او کے مسئلہ پر حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان قادیانیوں نے اختلافات کو ہوا دینے کی کوشش کی۔ تاکہ دوبارہ اسلامی دفعات ختم ہو جائیں اور 1973ء کا آئین معطل ہو جائے۔

متحدہ مجلس عمل کی مدبرانہ قیادت نے آئین کی اسلامی دفعات کے تحفظ اور قادیانیت کے بارے میں ترمیم محفوظ کرنے کے لئے حکومت پر دباؤ جاری رکھا۔ حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان معاہدہ میں اسلامی دفعات کا تحفظ ہوا۔ ان میں آئین میں مسلمان کی تعریف' قادیانیت کے بارے میں ترمیم' حدود وقصاص آرڈیننس شاتم رسول کی سزا موت' شریعت کورٹ شامل ہیں۔ اس نازک اور گمبھیر حالات میں ایم ایم اے کی قیادت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب' جناب قاضی حسین احمد صاحب' حضرت مولانا سمیع الحق صاحب' جناب حافظ حسین احمد صاحب' حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب اور دیگر رہنما مبارکباد کے مستحق ہیں۔

اجلاس میں اہل اسلام سے اپیل کی گئی کہ وہ دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث اور شیعہ سنی کے چکر میں نہ پڑیں۔ انٹرنیٹ پر اہل اسلام کے درمیان اختلافات کو ہوا دینے اور نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے قادیانی ہتھکنڈے

استعمال کر رہے ہیں اور فرضی ناموں سے سوالات کرتے ہیں۔ اجلاس نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مختلف ٹی وی چینل اسلامی پروگراموں میں اختلافی مسائل کو ہوا دے رہے ہیں اور اسلام کی من مانی تعبیریں پیش کر رہے ہیں۔ اسلام کی توہین کر رہے ہیں۔ اجلاس نے وفاق المدارس العربیہ کے اس فیصلے کو مستحسن قرار دیا کہ وفاق نے تمام دینی مدارس میں ردقادیانیت کے سلسلے میں مجلس کی کتاب ''آئینہ قادیانیت'' کو نصاب میں شامل کرلیا ہے۔

اجلاس میں مرکزی مدرسہ تجوید القرآن کے مہتمم حضرت مولانا قاری مہراللہ' جامع سنہری کے خطیب حضرت مولانا قاری عبداللہ منیر' جامع مسجد مرکزی کے خطیب حضرت مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی' جامع مسجد اقصیٰ کے خطیب جناب حافظ محمد یوسف ہزاروی' جامع مسجد شالدرہ کے خطیب حضرت مولانا عبدالرحمٰن' جامع مسجد کباڑی کے نائب خطیب حضرت مولانا رحمت اللہ' جناب قاری عبدالباقی' حضرت مولانا عبدالعزیز جتوئی' جناب حاجی اشرف مینگل' جناب حاجی سید شاہ محمد آغا' جناب چوہدری محمد طفیل احرار' سردار جناب صفدر زمان' جناب حاجی خلیل الرحمٰن' جناب حاجی زاہد رفیق' جناب حبیب اللہ کاکڑ' جناب قاری اللہ بخش ساجد' جناب حاجی محمود بھٹی' جناب محمد نواز' جناب حاجی محمد الیاس' جناب غلام یاسین آصف اور جناب حافظ خادم حسین گجر نے شرکت کی۔

ووٹر فارموں میں ختم نبوت کا حلف نامہ بحال کیا جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان نے ایک پریس ریلز میں کہا کہ چیف الیکشن کمشنر جسٹس (ر) ارشاد حسین خان نے مسلم ووٹرلسٹوں میں سے قادیانیوں کے ناموں کے اخراج کے لئے جس طریق کار کا اعلان کیا ہے اس کو انتہائی مشکل اور پیچیدہ بنادیا ہے۔ کیونکہ اب سارے ملک سے ووٹرلسٹوں کی چھان بین کرنا ایک مشکل کام ہے۔ اس کے لئے اسان اور سہل طریقہ یہ ہے کہ اس ایک ماہ میں جتنے نام درج کئے گئے ہیں وہ سب منسوخ کئے جائیں۔ کیونکہ اس چھوٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے یقینی طور پر اپنے نام مسلم ووٹرلسٹوں میں بڑی تعداد میں درج کروائے ہوں گے اور نئی مسلم ووٹرلسٹیں مرتب کی جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے بیان حلفی کو بار بار ختم کرنا اسلام اور پاکستان سے غداری کے مترادف ہے۔ 2002ء میں بھی ووٹر فارم سے ختم نبوت کا حلف نامہ حذف کر دیا گیا تھا اور عوامی اور دینی حلقوں کے دباؤ کے بعد پھر دوبارہ شامل کر دیا گیا تھا۔ اب بھی یہ ڈرامہ دوبارہ دانستہ طور پر دہرایا گیا ہے۔ پاکستان میں کفری قوتیں اس قسم کی کاروائیاں کر کے ملک میں انتشار پھیلانا چاہتی ہیں۔ کیونکہ قادیانی لابی اور کفری قوتیں نہیں چاہتیں کہ پاکستان میں اسلام کا بول بالا ہو۔ وہ انتشار پھیلا کر ملک عزیز کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔

ختم نبوت کا حلف نامہ شناختی کارڈ اور ووٹرلسٹ میں ہونا ایک آئینی تقاضا ہے اور بعض عناصر اس کو بار بار ختم کر کے آئینی جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اس قسم کے عناصر کی سرکوبی کرے اور قرار واقعی سزا دے۔ تا کہ وطن عزیز کو کسی بھی قسم کے انتشار یا بحران سے بچایا جاسکے۔

راولپنڈی کے علمائے کرام کا اہم اجلاس

اسلام آباد اور راولپنڈی ڈویژن کے علمائے کرام کا اجلاس حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب کی زیر صدارت جامع مسجد صدیق اکبرؓ اللہ آباد میں منعقد ہوا۔ جس میں انتخابی فارموں میں سے ختم نبوت کی تصدیق کا حلف نامہ جان بوجھ کر نکالنے کے فتنہ پر غور ہوا جس میں متفقہ طور پر درج ذیل فیصلے کیے گئے:

1............ اجلاس نے مطالبہ کیا کہ عقیدہ ختم نبوت کو پاکستان کے تمام تعلیمی نصاب میں بطور لازمی شامل کیا جائے۔

2............ نکاح نامہ' شناخت نامہ' قومی شناختی کارڈ' پاسپورٹ اور نادرا کے فارموں میں حلف نامہ بابت تصدیق عقیدہ ختم نبوت شامل کیا جائے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ان خفیہ ہاتھوں کو بے نقاب کیا جائے گا جن کی وجہ سے 1974ء سے لے کر 2000ء تک انتخابی فہرستوں کے فارموں میں موجود حلف نامے کو حذف کیا گیا اور اس کے لئے نہ کوئی نوٹیفکیشن جاری ہوا اور نہ ہی عوام کی اطلاع کے لئے منظر عام پر لایا گیا۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف سرکاری سازش کا ملک بھر میں ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا اور اس مقصد کے حصول تک بھرپور تحریک چلائی جائے گی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مقتدر علمائے کرام اور قانون دانوں پر مشتمل وفود پاکستان کی تمام قابل ذکر سیاسی جماعتوں کے زعماء' دانشوروں وکلاء اور تاجروں کو اس فتنہ سے آگاہ کرنے کے لئے ان سے ملاقات کریں گے۔ اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ قانونی محاذ پر حلف نامے کی بحالی کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع کیا جائے گا اور مقدمہ کی سماعت کے لئے سپریم کورٹ کے فل بینچ کی تشکیل کی درخواست کی جائے گی اور اس سلسلہ میں ڈاکٹر بابر اعوان صاحب کی خدمات حاصل کر لی گئیں ہیں۔ شرکاء اجلاس نے تمام علمائے کرام' خطبائے کرام سے اپیل کی ہے کہ وہ جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں عوام الناس کو اس نازک مسئلہ اور اس کی اہمیت سے آگاہ کریں۔ اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ حلف نامہ کی بحالی کے لئے ملک گیر تحریک چلائی جائے گی۔

اس سلسلے میں مورخہ 10 فروری 2004ء بروز منگل کامران ہوٹل آبپارہ میں 3 بجے سہ پہر کو ایک بھرپور اہم پریس کانفرنس ہوگی جس میں آئندہ کے لائحہ عمل کے لئے انتہائی اہم اعلانات کئے جائیں گے۔ اجلاس کے شرکاء علمائے کرام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی' حضرت مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی' حضرت مولانا پیر ارشد الحسینی اٹک' حضرت مولانا چراغ الدین شاہ' حضرت مولانا پیر عبدالرحیم چکوال' حضرت مولانا ظہور احمد علوی' حضرت مولانا عبدالمالک' حضرت مولانا عبدالرشید غازی' حضرت مولانا فضل ربی' حضرت مولانا قاری احسان اللہ' حضرت مولانا عبدالکریم' حضرت مولانا عبدالرشید کوثر' حضرت مولانا اویس عزیز' حضرت مولانا حسین احمد دیشانی' حضرت مولانا مفتی سیف الرحمٰن' حضرت مولانا مفتی عبدالرزاق حیدری اور ان کے علاوہ کثیر تعداد میں علمائے کرام اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔

سکھر محکمہ ڈاک سے قادیانی کا تبادلہ

ڈویژنل سپرینڈنٹ جنرل پوسٹ ریجن سکھر محمد احمد فاروق قادیانی مقرر ہوا۔ اس نے مسلمان ملازمین کو قادیانیت کی تبلیغ کرنے اور اپنے زیر اثر لانے کے لئے ناروا ہتھکنڈے استعمال کئے جس سے مسلمانوں میں اشتعال پھیلا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کو اطلاع ہوئی۔ تو سب سے پہلے جمعیت علمائے اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کا اجلاس طلب کیا گیا جس کی صدارت جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے مرکزی نائب حضرت مولانا محمد مراد ہالیجوی نے فرمائی۔ اجلاس میں جناب آغا سید محمد صاحب' حضرت مولانا غلام حسین لشاری' حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی' جناب حاجی محمد حسین' جناب محمد رضوان' حضرت مولانا بشیر احمد' حضرت مولانا محمد حسین ناصر' حضرت مولانا عبدالمجید' جناب شیخ محمد شکیل' جناب حافظ جاوید شریک ہوئے۔

اجلاس میں آل پارٹیز اجلاس طلب کرنے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ دوسرا اجلاس حضرت مولانا سید محمد اقبال حسین فیضی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں فیصلہ ہوا کہ شہر بھر کی مساجد میں قراردادیں پاس کی جائیں اور جمعہ کے خطبات میں اس قادیانی مردود کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جائے اور تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کا نمائندہ اجلاس منعقد کر کے لائحہ عمل طے کیا جائے۔ چنانچہ جمعہ پر قرارداد پاس کرانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے فاضل نوجوان مبلغ حضرت مولانا محمد حسین ناصر نے سعی بلیغ کی۔ پورے شہر میں خطبات جمعہ پر علمائے کرام نے دھواں دھار تقریریں کی۔

تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کا نمائندہ اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت حضرت مولانا محمد ابراہیم شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ نے کی۔ حضرت مولانا مفتی محمد عارف' حضرت مولانا غلام حسین لشاری' جناب اطہر قریشی' جناب غلام غوث' جناب سید نظام الدین شاہ' جناب محمد اشرف' جناب ابوالکلام آزاد' حضرت قاری خلیل احمد اور دوسرے حضرات نے شرکت کی۔ سکھر ڈویژن میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام نے قادیانی ارتدادی مہم پر غم وغصہ کا اظہار کیا۔ حضرت مولانا محمد اسعد تھانوی' حضرت مولانا قاری خلیل احمد نے صوبائی آفیسر ڈاک خانہ جات صوبہ سندھ جناب میاں محمد احمد صاحب سے ملاقات کر کے فاروق قادیانی کے سکھر سے تبادلہ کے لئے درخواست کی۔ انہوں نے مکمل محکمانہ انکوائری کے بعد اس مردود قادیانی کو سکھر سے تبدیل کر دیا۔ خس کم جہاں پاک!

ختم نبوت مانسہرہ کے رہنماؤں کی پریس کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر پیر طریقت شیخ المشائخ حضرت مولانا سید شاہ نفیس الحسینی مدظلہ کی خانقاہ سید احمد شہید لاہور پر پولیس گردی' ناجائز و بے بنیاد چھاپہ اور خانقاہ شریف کی بے حرمتی پر تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کی طرف سے شدید غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ مسلمانوں کے مقدس مقامات خانقاہوں اور مدارس کے تقدس کا خیال کرتے ہوئے ان کی بے حرمتی سے باز رہیں۔ کیونکہ ایسے مذہبی مقامات کی بے حرمتی اور تقدس

کے پامال کرنے سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ موجودہ حکمرانوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر انگریز کا آہنی پنجہ ان فقیر منش لوگوں کو خوفزدہ اور ہراساں نہیں کرسکا تو یہ انگریز کے تلوے چاٹنے والے ٹاؤٹ حکمران اوچھے ہتھکنڈوں اور مذموم حرکات سے انہیں زیر نہیں کرسکتے۔ خانقاہوں اور دینی مدارس پر پولیس گردی اور حکومتی چھاپے مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے کے لئے یہود ونصارا اور اسلام دشمن قوتوں کے اشارہ پر مارے جارہے ہیں۔ حکمران ایسی مذموم حرکات سے مسلمانوں کو دینی درس گاہوں سے دور رکھنے کے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے صدر جناب عبدالرؤف روفی' جنرل سیکرٹری جناب عابد نعمانی اور جناب جمیل صادق' رضا کار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس داتہ نے مانسہرہ میں ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

ختم نبوت علماء کنونشن سے حضرت مولانا اللہ وسایا کا خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گجرات کے زیر اہتمام ختم نبوت علماء کنونشن منعقد ہوا جس کی نگرانی جمعیت علمائے اسلام کے رہنما حضرت مولانا قاری غلام رسول شوق نے کی۔ مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا قاری محمد طیب فاروقی نے علمائے کرام کو دعوت نامے بھیجے اور شرکت کی دعوت دی۔ الحمدللہ! ضلع بھر سے علمائے کرام نے شرکت کی۔ جس سے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے خطاب کیا اور فرمایا کہ اس وقت علمائے کرام دوہری ذمہ داری نبھارہے ہیں کہ فتنہ قادیانیت کا بھرپور تعاقب اپنے اسلاف اور اکابر کی تابعداری میں کررہے ہیں کہ اس وقت حکومت اور بیرونی طاقتیں اس فتنہ کی مکمل سرپرستی کررہی ہیں اور علمائے کرام ہی اس فتنہ کی نزاکت کو سمجھ سکتے ہیں۔ لہٰذا علمائے کرام سے اپیل ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آپ کی بلکہ پوری امت کی نمائندہ جماعت ہے۔ لہٰذا ہمت کرے۔ ہر امام وخطیب اور مدرس مہینے میں کم ازکم ایک خطبہ اور درس ردمرزائیت پردیں۔ تاکہ نوجوان نسل کو اس کفر کے بارے میں معلومات ہوں۔ خود قادیانیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنے۔ بعد ازاں تمام شرکائے کرام کی خدمت میں ردقادیانیت پر مشتمل کتابچے حضرت مولانا محمد طیب فاروقی صاحب نے پیش کئے اور آخر میں حضرت مولانا قاری محمد اختر کی دعا پر اجلاس ختم ہوا۔ اور بعد نماز عشاء جامع مسجد عظمت اسلام تیڑونوالہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز جناب قاری محمد یوسف مدرس جامع مسجد نور تمبل چوک گجرات کی تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں جناب قاری محمد اختر صاحب نے سیرۃ النبی ﷺ کے عنوان سے خطاب کیا اور شاعر اسلام جناب محمد حنیف شاہد صاحب نے نعت رسول مقبول پڑھی اور حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے تفصیلی خطاب کیا۔ جبکہ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل محمدی نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا امت مسلمہ کی اولین ذمہ داری ہے۔ تمام مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر اس متفقہ مسئلہ اور عقیدے کا تحفظ کریں۔

ختم نبوت کانفرنس و سالانہ جلسہ مدرسہ کاشف العلوم

مدرسہ کا سالانہ جلسہ و کانفرنس جوہر آباد میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت حضرت مولانا پروفیسر عبداللطیف نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا اظہار الحسن اور حضرت مولانا مفتی محمد زاہد نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ اور جامع مسجد ختم نبوت چناب نگر کے خطیب حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے خطاب کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی نشانیاں تفصیل سے بیان کیں اور حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر مفصل خطاب کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل سے عوام کو مطلع کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیانیت کوئی مذہب نہیں اور آہستہ آہستہ قادیانی قادیانیت سے توبہ کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب دنیا میں قادیانیت کا کوئی نام لینے والا بھی نہ رہے گا۔ آخر میں حضرت مولانا عبداللطیف انور نے حضرت لاہوریؒ اور دیگر بزرگان کے مفصل واقعات بیان کر کے دعا کرائی۔

صوفی محمد اسحٰق توحیدیؒ

مشہور و معروف نعت خواں جناب صوفی محمد اسحٰق توحیدیؒ بھی گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم کو پروردگار عالم نے لحن داؤدی سے نوازا تھا۔ مرحوم کو جوانی میں خطیب پاکستان حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ نے اپنی رفاقت میں لے لیا۔ حضرت مولانا دین پوریؒ نے جب مجلس علماء اہل سنت کے نام سے خطباء کی تنظیم بنائی تو مرحوم مجلس علماء کے مرکزی نعت خوانوں میں سے تھے۔ حضرت مولانا دین پوریؒ کی رحلت کے بعد حضرت مولانا عبدالکریم ندیم' حضرت مولانا عبدالغفور حقانی' حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی کے رفیق سفر رہے۔ گزشتہ کئی ماہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ علاج و معالجہ بیکار ثابت ہوئے۔ ان کی نماز جنازہ ان کے آبائی علاقہ بستی مخو شجاع آباد میں ہوئی جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مرحوم حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بھتیجہ تھے۔ پسماندگان میں دو بیوہ اور سات آٹھ بچے سوگوار چھوڑے۔ دعا ہے کہ پروردگار عالم مرحوم کی حسنات کو قبول فرمائے اور سیآت سے درگزر فرما کر اپنے محبوب ﷺ کی نعت خوانی کے طفیل مغفرت فرمائے۔ آمین!

تعزیتی اجلاس

ماہنامہ لولاک کے مستقل قارئین مدرسہ انوار العلوم مرکزی مسجد منڈی بہاؤالدین کے مدرس جناب قاری شفیق الرحمٰن کے والد کی وفات پر ایک تعزیتی اجلاس حضرت مولانا محمد طیب فاروقی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ مزید محترم جناب ظفر اقبال صاحب کی اہلیہ محترمہ کے لئے بھی دعائے مغفرت کی گئی۔ جس میں جامعہ کے طلباء اور مفتی سیف الدین' حضرت مولانا شوکت ایوب تونسوی اور جناب قاری امان اللہ رحمانی نے بھی شرکت کی۔ تمام احباب سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

مولانا اللہ وسایا

کتب خانہ کی سیر

برطانیہ جانے کے لئے اواخر جنوری میں کراچی جانا ہوا۔ موقعہ غنیمت جان کر دفتر کی مرکزی لائبریری کے لئے ذیل کی کتب خرید کیں۔ کل لاگت -/17250 روپے آئی۔ کراچی بنوری ٹاؤن میں کتب خانہ عثمانیہ ہے۔ ان سے بیروت کی مطبوعہ کتب مل جاتی ہیں۔ لیکن قیمت بہت ہی گراں ہوتی ہے۔ سنا ہے کہ ان کی نسبت کوئٹہ سے کتابیں سستی مل جاتی ہیں۔ ضرورت کی جو کتب کراچی سے خرید کیں وہ یہ ہیں:

۱...... الجامع الصغیر

یہ کتاب حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مایۂ ناز شاگرد حضرت امام محمدؒ کی ہے۔ جن کا مکمل نام ابی عبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانی ہے۔ (ولادت ۱۳۴ ہجری...... متوفی ۱۸۹ ہجری) یہ کتاب فقہی مسائل پر مشتمل بہت قدیم کتابوں میں سے ہے۔ اس کی حضرت مولانا عبدالحئی لکھنویؒ النافع الکبیر کے نام سے بہت عمدہ شرح تحریر فرمائی ہے۔ ساڑھے پانچ سو صفحات کی ایک ہی جلد پر مشتمل ہے۔

۲...... الجامع الکبیر

یہ کتاب بھی امام محمد شیبانیؒ کی ہے۔ ایک جلد پر مشتمل ہے۔ یہ بیروت کی شائع شدہ ہے۔ ڈاکٹر محمد بن محمد تامر نے اس کی تعلیق و تحقیق کی ہے۔ مکتبہ شیخ الاسلام استنبول کے قلمی نسخہ سے تقابل کے بعد اس نسخہ کو شائع کیا گیا ہے۔ استنبول کا نسخہ رجب ۹۵۸ ہجری کا تحریر کردہ تھا۔ اس نسخہ کے فہرست سمیت ۴۴۳ صفحات ہیں۔ اس کتاب کے تعارف میں امام محمدؒ بن شجاع ثلجی نے کیا خوب فرمایا ہے۔: ''ماوضع فی الاسلام کتاب فی الفقہ مثل جامع محمد بن الحسن الکبیر!''

۳...... اتحاف اسادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین

حضرت علامہ امام ابی حامد محمد بن محمد الغزالیؒ (م ۵۰۵ ہجری) کی مایۂ ناز کتاب ''احیاء علوم الدین'' کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کتب خانہ میں وہ نسخہ ہے جس کے ساتھ المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج مافی الاحیاء من الاخبار ہے۔ جو علامہ زین الدین العراقی (م ۸۰۶ ہجری) کا تحریر فرمودہ ہے۔ یہ کتاب پانچ جلدوں میں بیروت سے شائع ہوئی تھی۔ ''احیاء علوم الدین'' کی شرح ''اتحاف السادۃ المتقین'' کے نام سے علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی (م ۱۲۰۵ ہجری) نے بھی کی ہے۔ یہ کتاب ۱۴ ضخیم جلدوں

میں بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ احادیث کی تخریج پر انڈکس کی جو کتابیں شائع ہو رہی ہیں وہ اتحاف کے حوالے نقل کرتے ہیں۔ اس لئے کتاب کو خریدنا لازمی ہو گیا تھا۔ فلحمدللہ! قدرت کے کرم سے کتاب مل گئی۔

٤...... شرح الشفاء للقاضی عیاض

''الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ'' قاضی عیاض کی وہ مایہ ناز کتاب ہے جو صدیوں سے ہزاروں اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر رہی ہے۔ معروف حنفی بزرگ حضرت ملا علی قاریؒ (م۱۰۱۴ ہجری) نے اس کی شرح تحریر فرمائی۔ یہ اب دو جلدوں میں بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ عبداللہ محمد الخلیل نے شرح الشفاء کی تحقیق و تصحیح کی ہے۔ جو ہمارے پاس نہ تھی۔ الحمدللہ! اس دفعہ ملی ہے۔ الشفاء کی شرح علامہ الشہاب الخفاجی نے کی جو ''نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض'' کے نام سے بھی کی ہے۔ جو چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ جو پہلے سے ہمارے کتب خانہ میں موجود تھی۔ الشفاء کی مزید بھی چار شروحات ہیں۔ ۱...... المدد الفیاض۔ ۲...... مزیل الخفاء عن الفاظ الشفاء۔ ۳...... المقتفی فی حل الفاظ الشفاء۔ ۴...... مناھل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء۔ خوش نصیبوں کے پاس یہ چار کتابیں بھی ہوں گی۔

٥...... الایمان

یہ کتاب شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (و۶۶۱ ہجری...... م۷۲۸ ہجری) کی ہے۔ محمد زبیدی نے اس پر تحقیقی کام کیا ہے۔ یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔ بیروت والوں نے اسے ایسے عمدہ پیرایہ میں شائع کیا جسے دیکھ کر دل بلیوں اچھلنے لگ جاتا ہے۔

٦...... شرح المقاصد

علامہ قاضی عضد الدینؒ (م۷۵۶ ہجری) نے علم کلام پر ''المواقف'' اور علامہ فخرالدین رازیؒ (م۶۰۶ ہجری) نے علم کلام پر ''المطالب العالیہ'' تحریر فرمائیں۔ اس کے بعد شرح المقاصد کے نام سے علامہ سعدالدین تفتازانی (و۷۲۲ ہجری م۷۹۳ ہجری) نے علم کلام پر تصنیف فرمائی۔ شرح المقاصد پر تقدیم، تعلیق حواشی کا کام ابراہیم شمس الدین نے کیا۔ موجودہ نسخہ بیروت کا طبع اول ۲۰۰۱ء کا ہے۔ اس نسخہ کی تصحیح کا کام عبداللہ محمد الخلیل نے کیا ہے۔ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ قاضی عضد الدین، علامہ رازیؒ، علامہ تفتازانیؒ سب نے فلسفیوں کے رد پر یہ کتابیں تحریر کی ہیں۔

٧...... دلائل النبوة ومعرفت احوال صاحب الشریعته

اس کے مصنف حضرت ابی بکر احمد بن حسین بیہقیؒ (و۳۸۴ ہجری...... م۴۵۸ ہجری) ہیں۔ یہ کتاب دس قدیم قلمی نسخوں کے تقابل کے بعد شائع ہوئی تھی۔ طبع ثانی ۲۰۰۲ء کا نسخہ ہم نے خرید کیا۔ یہ سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ آخری جلد فہرست پر مشتمل ہے۔

۸……شرح السنة

یہ ابی محمد الحسین بن مسعود البغویؒ (و ۴۳۶ ہجری……م ۵۱۶ ہجری) کی تصنیف لطیف ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں اس سے احادیث لی گئی ہیں۔ رواہ شرح السنة کے تحت مشکوٰۃ شریف میں جو احادیث کا حوالہ ہے اس سے مراد یہ کتاب ہے۔ بیروت سے آٹھ جلدوں پر شائع ہوئی۔ الشیخ علی الشیخ عادل نے تحقیق و تعلیق کا اس پر کام کیا ہے۔ آخری جلد صرف فہرست پر مشتمل ہے۔ پانچ قسم کی فہرست دی ہے۔ احادیث کی فہرست' آیات کی فہرست' اسماء رواۃ کی فہرست' مقام اور شہروں کی فہرست۔ تمام فہرستوں کو حروف تہجی کے حساب سے مرتب کر کے پڑھنے والے کے لئے تیار شدہ حلوہ پیک کر دیا ہے۔

۹……تفسیر ابن کثیر

علامہ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر الدمشقی (م ۷۷۴ ہجری) کی تفسیر قدیم ٹائپ کا مصری نامکمل نسخہ دفتر کی لائبریری میں موجود تھا۔ نامکمل ہونے کے باعث حوالہ جات کی تلاش میں بہت دقت پیش آتی تھی۔ جی کڑا کر کے اب تحقیق شدہ نسخہ تفسیر ابن کثیر عربی کا خرید کیا ہے۔ یہ نسخہ ۹ جلدوں پر مشتمل ہے۔ آخری جلد فہارس پر مشتمل ہے۔ دس فہرستیں دی ہیں۔ ۱……آیات قرآنیہ۔ ۲……احادیث قولیہ۔ ۳……احادیث فعلیہ۔ ۴……اسماء۔ ۵……قبائل و جماعات۔ ۶……مقام۔ ۷……ایام و حوادث۔ ۸……قصائد۔ ۹……اشعار۔ ۱۰……اشعار کے اجزاء۔ تمام فہارس حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کر کے کتاب سے استفادہ بہت سہل کر دیا ہے۔ حواشی و تعلیق کا کام محمد حسین شمس الدین نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہت ہی جزائے خیر نصیب فرمائیں۔

اس دفعہ یہ ۹ کتابیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے کتب خانہ میں نئی شامل ہوئی ہیں۔ الحمدللہ!

بقیہ: ڈاکٹر عبدالقدیر خان

ووٹروں کے لئے علیحدہ علیحدہ انتخابی فہرستیں تیار کی جائیں گی۔ نظر ثانی سے متعلق نئے ناموں کے اندراج کے لئے داخل ہونے والے دعویٰ جات' اعتراضات اور تصحیح کے لئے درخواستیں دائر کرنے کی مدت 4 اپریل 2004ء تک بڑھا دی گئی ہے۔

چیف الیکشن کمیشن کے مستحسن اقدام کو دینی حلقوں میں یقیناً سراہا جائے گا۔ گزشتہ ماہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وزارت داخلہ اور چیف الیکشن کمیشن کو ایک یادداشت کے ذریعہ توجہ دلائی تھی کہ قادیانی مسلم انتخابی فہرستوں میں اپنے نام درج کرواتے ہیں۔ جس سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔ الیکشن کمیشن نے مسلم اور غیر مسلم ووٹروں کے اندراج کے لئے علیحدہ علیحدہ فارم بحال کر کے احسن اقدام اٹھایا ہے۔ اس سے قبل کہ دینی حلقے مضطرب ہو کر سراپا احتجاج بنتے اور حکومت کے خلاف نفرت بڑھتی حکومت نے ختم نبوت کا حلف نامہ اور علیحدہ علیحدہ انتخابی فہرستوں کا طریق کار رائج کر کے دینی حلقوں کے اضطراب کو ختم کر کے احسن کردار ادا کیا ہے۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے!!! **ادارہ**

نام کتاب : راہ نجات

صفحات : ۱۲۸

قیمت : ۵۰ روپے

ملنے کا پتہ : جامعہ حنفیہ بورے والا ضلع وہاڑی

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم جامعہ حنفیہ بورے والا ممتاز عالم دین اور صاحب صلاحیت رہنما ہیں۔انہوں نے جامعہ حنفیہ میں دینی و دنیوی تعلیم کے حسین امتزاج پر تعلیم کو آگے بڑھایا اور اس وقت وہ بڑی کامیابی سے اپنے مقاصد کو پایہ تکمیل پہنچانے کے لئے بڑی تیز رفتاری سے منازل طے کر رہے ہیں۔ان کے جامعہ میں بچوں کے علاوہ بچیوں کی تعلیم کا بھی خاطر خواہ انتظام ہے۔

ان کی اہلیہ اور دیگر دو استانیوں نے مل کر یہ کتاب ترتیب دی ہے جو خواتین و حضرات سب کے لئے یکساں مفید ہے۔عقائد‘ وضو‘ نماز‘ روزہ‘ حج‘ زکوۃ‘ شب برات‘ فضائل قرآن‘ فضائل ذکر‘ فضائل درود شریف‘ مسنون دعائیں وغیرہ! عنوانات پر مشتمل جامع کتابچہ ہے۔طباعت میں اچھے ذوق کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔یہ کتابچہ بیسیوں ضخیم کتابوں کے خلاصہ کا کام دیتا ہے۔ہر گھر کی ضرورت ہے۔البتہ عقائد کی اجمالی فہرست دی ہے۔رسالت‘ ختم نبوت‘ آخرت‘ جیسے ضروری عقائد کی چند صفحاتی توضیح و تشریح آ جانا ضروری تھا۔امید ہے کہ نئے ایڈیشن میں اس پر توجہ دی جائے گی۔

نام کتاب : ماہنامہ نور علیٰ نور کا قرآن کریم نمبر

صفحات : ۳۷۲

ملنے کا پتہ : مسجد عائشہ صدیقہ سیکٹر 11 بی نارتھ کراچی

مستعد عالم دین حضرت مولانا عبدالرشید انصاری کی ادارت میں کراچی سے ماہنامہ نور علیٰ نور عرصہ پانچ سال سے شائع ہو رہا ہے۔اس رسالہ کی جلد ۵ شمارہ ۹......۱۰/ کو ملا کر پونے چار سو صفحات پر مشتمل قرآن کریم نمبر شائع کیا ہے۔قیمت درج نہیں کی۔رسالہ کا سائز بڑا ہے۔لیکن اس نمبر کو کتابی سائز میں شائع کر کے حضرت مولانا نے ایک نئی خوشگوار رسم ایجاد کی ہے۔جو بہت ہی فائدہ مند ہے۔اس میں قرآن کریم سے متعلق مرحوم اکابر کی بہت ساری تحریرات کو یکجا کتابی شکل میں جمع کر کے منتشر خزانہ کو سلیقہ سے محفوظ کر دیا ہے۔یہ حصہ اول ہے۔وہ اس کا حصہ دوم بھی شائع کرنا چاہتے ہیں۔امید ہے کہ اہل علم قدر کریں گے۔یہ نمبر اس لائق ہے کہ اس کی قدر کی جائے۔

منتظر ہے یہ جہاں آئینِ پیغمبر کا آج

قرآن وسنت کے علوم وافکار کی اشاعت وترویج اور اہل اسلام میں
قرآنی تعلیمات کا ذوق وشوق بیدار کرنے کے لئے

نور علیٰ نور قرآن کریم نمبر

زیر ادارت

مولانا عبدالرشید انصاری

☆ قرآن کا تعارف ☆ قرآن کی فضیلت
☆ قرآن کی تاریخ ☆ قرآن کی ضرورت
☆ نسل نو کے نام قرآن کا امن آفرین پیغام
☆ قرآنی نظام کے لئے جدوجہد ☆ اکابر علماء کی تاریخی تقاریر اور خطوط کا عکس جمیل ☆ عقیدۂ توحید ورسالت ☆ عقیدۂ ختم نبوت ☆ عظمت صحابہؓ ☆ قرآن کریم۔ غیر مسلم مفکرین کی نظر میں ☆ وقار نسواں۔ عورتوں کے حقوق وفرائض ☆ فن تجوید وقرأت، آداب وفضائل تلاوت قرآن

مفسرین محدثین اصحاب علم ودانش اور مفکرین و مؤرخین کے بلند پایہ علمی تاریخی اصلاحی اور فکر انگیز مضامین

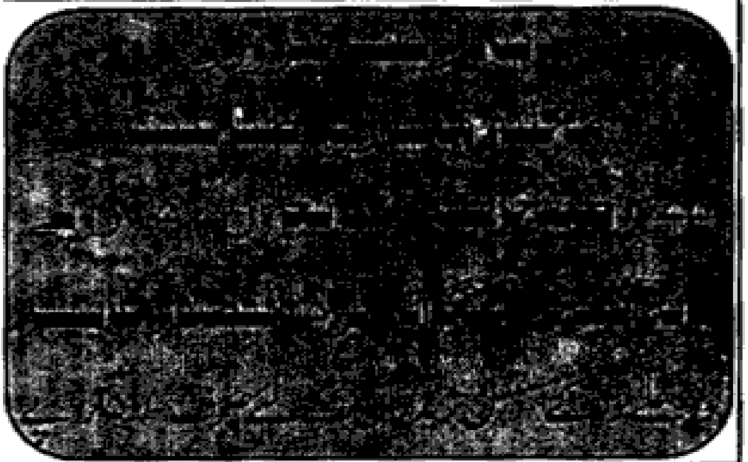

لکھنے والے
مفسرین ومحدثین اور اصحاب علم وفضل کے چند اسماء گرامی

- قطب عالم حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ
- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
- شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ
- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- شیخ خیر والعلوم حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ
- حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ
- مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ
- مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ
- شیخ الحدیث والتفسیر علامہ شمس الحق افغانیؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک
- خطیب اسلام حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ
- شہید اسلام مولانا محمد یوسفؒ لدھیانوی
- خطیب لبیب حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ
- محدث دوراں مولانا مفتی محمد زرولی خان
- فضیلت الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی
- شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی عبدالکریم۔
- پیر طریقت مولانا محمد اجمل قادری
- تنویر ملت مولانا تنویر الحق تھانوی
- علامہ مجاہد الحسینی ▫ علامہ زاہد الراشدی
- علامہ شاہ مصباح الدین شکیل
- سیرت نگار اقبال احمد صدیقی
- بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر فیوض الرحمن
- اوریا مقبول جان ▫ مولانا مفتی محمد نعمان
- مفسر ومحقق مولانا حمید الرحمن شاہ

اور دیگر جلیل المرتبت علماء ومحققین اور اہل قلم

ناظم اشاعت: ماہنامہ نور علیٰ نور۔ جامع مسجد حضرت عائشہ صدیقہؓ سیکٹر 11-B نارتھ کراچی فون #6996518

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا مستحسن اقدام!!

ملک بھر کے مدارس سے اپیل!

نئے تعلیمی سال شوال المکرم ۱۴۲۴ھ سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے عالیہ سال اول میں ’’آئینہ قادیانیت‘‘ کو شامل نصاب کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وفاق المدارس سے وعدہ کیا تھا کہ اصل لاگت پر یہ کتاب مدارس اور طلباء کو مہیا کی جائے گی۔ ’’آئینہ قادیانیت‘‘ تین صد صفحات کی کتاب ہے۔ خوبصورت مجلد‘ رنگین ٹائٹل‘ عمدہ کاغذ وطباعت پر لاگت قیمت پچاس روپے رکھی گئی ہے۔ مدارس عربیہ کے مہتمم حضرات اور طلباء سے گزارش ہے کہ وہ کسی بھی مکتبہ والوں سے یہ کتاب خریدیں تو پچاس روپے سے زائد ادائیگی ہرگز نہ کریں۔ مکتبہ والوں کو ہم چالیس روپے پر یہ کتب مہیا کریں گے۔ وہ پچاس روپے پر فروخت کریں گے۔ اس سے زائد اخلاقاً وقانوناً ممنوع ہوگا۔ مبلغین ختم نبوت سے گزارش ہے کہ وہ مدارس میں جہاں مشکوٰۃ تک تعلیم ہے۔ ان کے مہتمم حضرات سے مل کر صورت حال واضح کردیں۔ چاروں صوبوں میں یہ کتاب ذیل کے مقامات سے مل سکتی ہے۔ یا براہ راست دفتر مرکزیہ ملتان سے رجوع کریں۔ مطلوبہ تعداد میں کتاب ان کو بھجوادی جائے گی۔

۱…… مکتبہ لدھیانوی دفتر ختم نبوت مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: 7780337

۲…… مکتبہ لدھیانوی نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی

۳…… مکتبہ بینات 〃 〃 کراچی

۴…… مکتبہ بنوریہ 〃 〃 کراچی

۵…… دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آٹو بھان روڈ لطیف آباد نمبر۲/ حیدرآباد فون: 869948

۶…… دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مینارہ معصوم شاہ روڈ سکھر فون: 25463

۷…… دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم ٹاؤن ۵ حسین سٹریٹ مسجد عائشہ لاہور فون: 5862404

۸…… ادارہ ختم نبوت ۳۸ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 7232926

۹…… مکتبہ ختم نبوت ۸۵ سرکلر روڈ لاہور فون: 7232926

۱۰…… دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اندرون سیالکوٹی گیٹ گوجرانوالہ فون: 215663

۱۱…… دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مکان نمبر/بی۔ ۱۱۵۹/گلی نمبر۴۹/۳/۱/۶/G اسلام آباد فون: 2829186

۱۲…… دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آرٹ سکول روڈ کوئٹہ فون: 841995

۱۳…… ادارہ تالیفات اشرفیہ نزد چوک فوارہ ملتان فون:

ملک بھر کے ختم نبوت کے دفاتر سے بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ یا براہ راست ذیل کے پتہ پر رجوع کریں۔

دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘ حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ
پروفیسر محمد الیاس برنیؒ
قیمت: -/150

مقدمہ قادیانی مذہب
پروفیسر محمد الیاس برنیؒ
قیمت: -/75

خاتم النبیین
حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ
ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/70

تحفہ قادیانیت
جلد اول
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/150

تحفہ قادیانیت
جلد دوم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/150

تحفہ قادیانیت
جلد سوم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/150

تحفہ قادیانیت
جلد چہارم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/150

تحفہ قادیانیت
جلد پنجم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/150

احتساب قادیانیت
جلد اول
مولانا لال حسین اخترؒ
قیمت: -/100

احتساب قادیانیت
جلد دوم
مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد سوم
مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد چہارم
حضرت کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ
حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد پنجم
مولانا سید محمد علی مونگیریؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد ششم
قاضی سلیمان منصورپوریؒ
پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد ہفتم
مولانا سید محمد علی مونگیریؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد ہشتم
مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد نہم
مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد دہم
مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ
قیمت: -/125

قومی تاریخی دستاویز
مولانا اللہ وسایا
قیمت: -/100

آئینہ قادیانیت
مولانا اللہ وسایا
قیمت: -/50

قادیانی شبہات کے جوابات
مولانا اللہ وسایا
قیمت: -/50

رئیس قادیان
مولانا محمد رفیق دلاوریؒ
قیمت: -/100

سوانح مولانا تاج محمودؒ
صاحبزادہ طارق محمود
قیمت: -/80

رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام
مولانا عبداللطیف مسعود
قیمت: -/100

نوٹ: تحفہ مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/600، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/1000

رابطہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122، 583486

نوٹ: ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا۔

Monthly *Laulak* Multan Regd. No. M-108

اسلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادیؐ .... لا نبی بعدی

ختم نبوۃ زندہ باد

ایک روزہ

سالانہ

عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

26 مارچ 2004ء

4 صفر الخیر ۱۴۲۵ھ

بروز جمعۃ المبارک

بمقام جامع مسجد ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان

عنوانات

توحید باری تعالیٰ

سیرت خاتم الانبیاء

مسئلہ ختم نبوۃ

حیات عیسیٰ

عظمت صحابہ و اہل بیتؓ

اتحاد امت

زیر صدارت

مخدوم المشائخ

حضرت مولانا

خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ردقادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان

514122